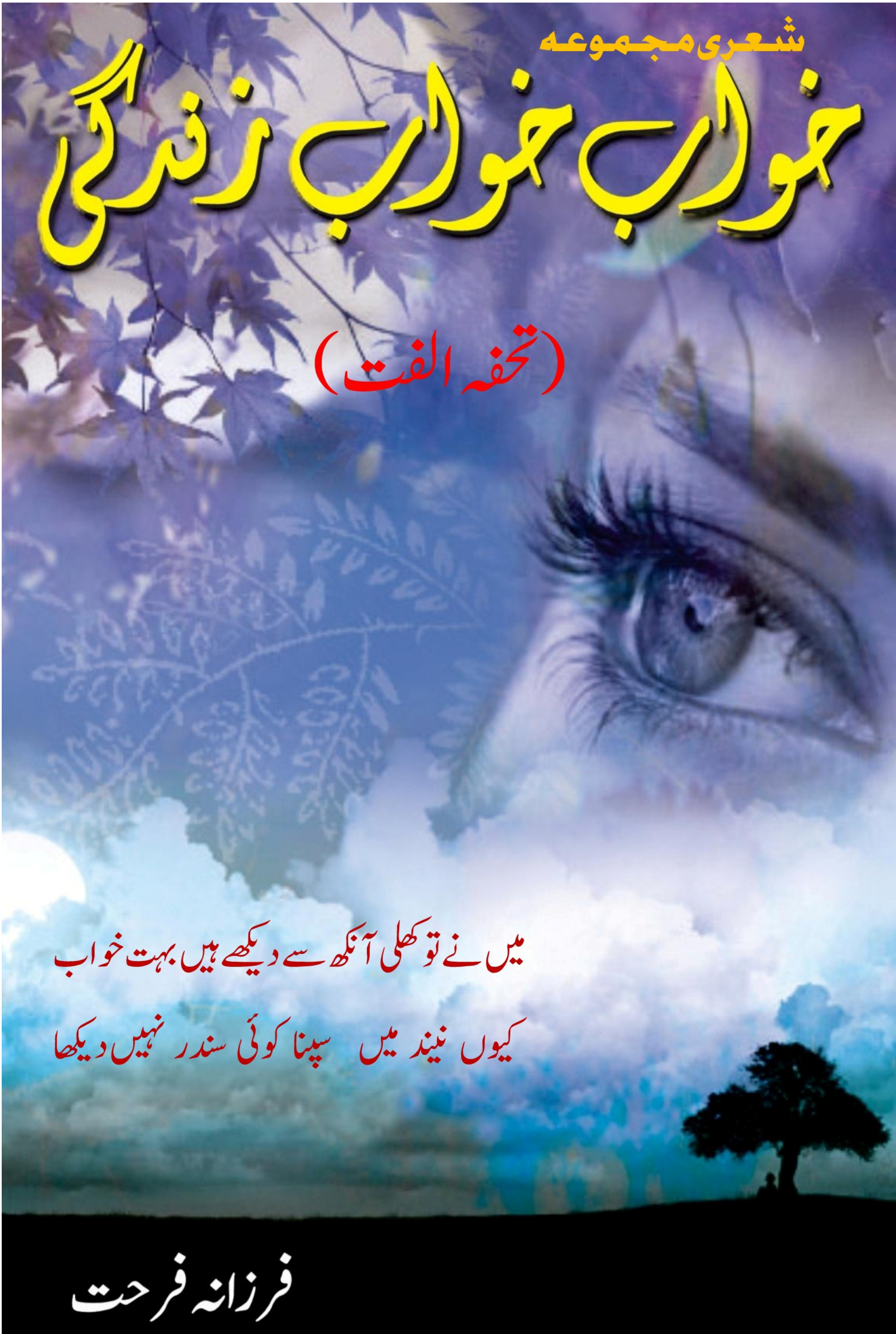
شعری مجموعہ

# خواب خواب زندگی

(تحفہ الفت)

میں نے تو کھلی آنکھ سے دیکھے ہیں بہت خواب
کیوں نیند میں سپنا کوئی سندر نہیں دیکھا



فرزانہ فرحت

رات کی تیرگی اور گرمی کے موسم میں یادوں کی چادر اوڑھے اپنے مکان کے اجلے صحن میں بان کی چار پائی پر لیٹی آسمان پر نگاہیں جمائے تاروں کو کبھی چمکتے ،کبھی ٹوٹ کر بکھرتے دیکھتی ۔چاند کے ہالے میں بنتی اور بگڑتی تصویر کو دیکھتی، چاند کی اجلی روشنی کو اپنے اندر اترتا ہوا محسوس کرتی اور میں چاندنی میں نہانے لگتی ۔کبھی کھلی آنکھ سے خواب دیکھتی اور کبھی بند آنکھ سے اجالوں کے خواب دیکھتے دیکھتے اور اجالوں میں سفر کرتے کرتے میں اتنی دور نکل جاتی کہ واپس لوٹنے کو جی ہی نہ چاہتا ۔جب آنکھ کھلتی تو پھر رات کے گہرے سائے میرے ساتھ ساتھ چلنے لگتے ۔اندھیرے اُجالے کا کھیل کھیلتے کھیلتے میرے الفاظ کے جگنو میری کتاب میں بند ہوتے چلے گئے ۔اور کتابِ زندگی پر رنگ بکھیرتے رہے ۔میرے اشعار میرے دکھوں کی سیاہ رات میں ستارے بن کر چمکنے لگے ۔اور میری روح کو منور کرتے چلے گئے ۔مرے خوابوں کا سفر ایسے ہی تھا ۔جیسے کوئی ٹرین ایک تاریک اور لمبی سرنگ سے ہوتی ہوئی اچانک اُجالے میں آجائے اور آنکھیں چندھیا جائیں ۔مجھ سے جب بھی کوئی پوچھتا ہے کہ تمہارے لیے دنیا کی سب سے خوبصورت چیز کیا ہے تو میں ہمیشہ کہتی ہوں کہ نیند ۔نیند جو کہ خوبصورت خواب دکھلاتی ہے ۔نیند جو ہمیشہ ایک ایسی جنت کی سیر کراتی ہے ۔جہاں حسن ہی حسن اور پیار ہی پیار ہوتا ہے ۔خوابوں کے تمام مناظر میری کتاب میں قید ہوتے چلے گئے ۔

میں سوچتی ہوں کہ یہ خواب اگر میرے دوست بنے رہیں تو زندگی کا سفر کتنا آسان ہو جائے ۔

**فرزانہ فرحت**

# تعارف

**نام:** فرزانہ فرحت

**تعلیم:** B.A,B.Ed(Punjab University)

ڈپلومہ بیوٹی تھیراپسٹ،ہیومن اناٹمی ،فزیالوجی اینڈ پروڈکٹ نالج

Thames College of London, UK

**تخلیقات۔کتب شاعری:**

۱۔بدلتی شام کے سائے

۲۔خواب خواب زندگی (ایوارڈ یافتہ)

**ادبی خدمات پر اسناد و ایوارڈ:**

☆شانِ اردو ایوارڈ۔ 2012ء بین الاقوامی اردو مرکز (برلن) جرمنی

☆انٹلکچویل پیس ایوارڈ (آل انڈیا انٹلیکچوئل پیس اکیڈمی انڈیا)(Intelectual Peace Award 2012)

☆سدبھاونا ایوارڈ 2014(انڈیا)

☆شیلڈ آف آنر۔2014 اردو انجمن برلن۔جرمنی

☆شہناز مزمل ایوارڈ 2014ء ادبی تنظیم ”ادب سرائے“ لاہور

☆گولڈ میڈل بطور شاعرہ 2015 اردو تحریک عالمی یو کے ، برموقع اردو عالمی سیمینار 2015 لندن

**شعری مجموعہ ”خواب خواب زندگی“ پر ایوارڈ:**

☆شریف اکیڈمی ایوارڈ 2013 برموقع سالانہ عالمی کنونشن۔شریف اکیڈمی جرمنی

☆سخنور فاؤنڈیشن ایوارڈ۔پاکستان 2012

☆فروغِ ادب فاؤنڈیشن ایوارڈ۔2014

☆جگنو انٹرنیشنل ایوارڈ۔2016

**ادبی خدمات:**

وائس پریزیڈنٹ۔اردو تحریک عالمی۔یو کے

ڈائریکٹر لندن۔شریف اکیڈمی جرمنی

چیف ایڈیٹر ادبی جریدہ ”شمس میگ“ یو۔کے

صدر، یو۔کے۔انٹرنیشنل انٹلکچول پیس اکیڈمی۔انڈیا

شعری مجموعہ

# خواب خواب زندگی

O کتاب

...... خواب خواب زندگی

O شاعرہ

...... فرزانہ فرحت

O سکونت

...... لندن۔انگلینڈ

O تعداد

...... ایک ہزار

O سنِ اشاعت

...... باراول:2010ء

...... بارِدوم:2016ء

...... بارِدوم:2020ء

O اعزازیہ

...... 300روپے،10پونڈ،10یورو

...... 75 کراؤن،10ڈالر،15سعودی ریال

O ناشر

...... اردوسخن پاکستان۔رابطہ فون: 4094 2784 9230+

# انتساب

وہ جس کا سایہ شفقت رہا مرے سر پر
یہ لفظ لفظ معطر ہے جس کی خوشبو سے
اسی کے نام میری شاعری کا سارا سفر
اُسی کے نام مرے دل کا آج سارا نگر
وہ میری ماں جو رہی بن کے سایہ دار شجر
دعائیں اس کی مرے واسطے ہیں زادِ سفر
اُسی کے نام سے منسوب یہ کلام ہوا
مری کتاب کا ہر حرف اُس کے نام ہوا

میں نے تو کھلی آنکھ سے دیکھے ہیں بہت خواب
کیوں نیند میں سپنا کوئی سندر نہیں دیکھا

# فہرست

# خوابوں کی ملکہ......فرزانہ فرحت

''خواب خواب زندگی'' زندگی کی حقیقتوں سے آشنا فرزانہ فرحت کا دوسرا شعری مجموعہ گلستانِ ادب میں کھلنے والا ایک ایسا پھول ہے جس کی مہک اور تازگی ذہن کو توانائی اور سوچ کو پرواز عطا کرتی ہے جس میں زندگی کے مختلف رنگ مکمل آب وتاب کے ساتھ نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔

زندگی ایک خواب ہے یا حقیقت؟ زندگی کی حقیقت کے اندر خواب ہی خواب ہیں یا زندگی کے خواب کے اندر حقائق اور وہ بھی ایسے حقائق جن کے اندر تلخی ایام بھی ہے اور گردشِ ماہ وسال بھی۔ اگر ہجر کی کالی راتیں حقیقت ہیں تو وصل کی لذتیں خواب کیوں؟

بچپن کی حسین یادیں، بہن بھائیوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر روٹھنا اور ماننا،

ہمجولیوں کے ہمراہ باغوں میں پینگیں جھولنا، پھولوں کو چھونا، تتلیوں کو پکڑنے کی خواہش کرنا، جگنوؤں کو پکڑ کر بوتل میں بند کرنا اور موسموں کی شدت سے بے نیاز ہو کر گھر سے نکل پڑنا کبھی سبزہ زاروں میں اور کبھی مرغزاروں میں، بارشوں میں نہانا اور جان بوجھ کر پھسلنا اور بارش کے پانی میں کاغذوں کی کشتیاں اور کشتیوں میں ننھے ننھے پیغام۔ یہ سب حقیقتیں ہیں مگر ایسے خواب ہیں جو ہم نے کھُلی آنکھوں سے دیکھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ تمام حقائق خواب میں بدل جاتے ہیں۔ فرزانہ فرحت نے خواب دیکھنے، خواب سننے، خواب سمیٹنے اور حقائق کو خواب قرار دینے کا عجب سلسلہ اپنی شاعری میں روا رکھا ہے۔ وہ کسی کو بچھڑنے نہیں دیتی۔ بلکہ اسے اپنے خوابوں کی جاگیر میں شامل کر لیتی ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ اگر خوابوں کی تعبیروں میں وصال ہوتا ہے تو ہجر بھی مقدر بن سکتا ہے۔ اگر تعبیروں سے خواب حقیقت کا روپ دھارتے ہیں تو کبھی کبھی یہی تعبیریں خوابوں کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیتی ہیں۔ اسی لیے وہ خوابوں کے سمندر میں سفر کرتے کرتے جب تعبیر کے جزیرے میں اترتی ہیں تو اسے خواب سے تعبیر کر کے خواب خواب زندگی اور زندگی کو خواب خواب دیکھنے میں لذت محسوس کرتی ہیں۔ اور پھر خوابوں کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر خوابوں کے گوہر نایاب تلاش کر کے اپنے اشعار کی مالا میں پروتی ہیں۔

ان کی شاعری بھی ایک خواب ہے جس میں کبھی گلاب کی پنکھڑیاں رقص کرتی ہیں اور کبھی خواہشیں شادمانی کے گیتوں میں بدل جاتی ہیں۔ کبھی چکوری رات بھر چاند کو پکڑنے کی خواہش میں بیتاب نظر آتی ہے تو کبھی بلبل اپنے گیتوں سے پھول کی قبائیں سنوارتی ہے۔ اور کبھی مسکراہٹیں اور آنسو ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بے بسی کے

صحراؤں میں کسی سراب کی تلاش میں نکل پڑتے ہیں۔خواب کبھی احساس بن جاتا ہے ۔ایسا احساس جو روح کو نغمگی عطا کرتا ہے۔اور بکھرے ہوئے خیالات کو منزل۔ یہ خواب ہی ہیں جن میں دو تشنہ لب ملتے ہیں تو کئی پیاسی روحوں کو سراب کر دیتے ہیں۔ یہ خواب ہی ہیں جن میں دو پیار کرنے والے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دور ساحلِ سمندر پر نظر آتے ہیں تو ان کی چاہت کے لامحدود سمندر کے سامنے سمندر کی وسعت ماند پڑ جاتی ہے۔جن کے جذبات کی موجوں کی تلاطم خیزیوں کے سامنے سمندر کی موجیں ساحل سے ٹکرا ٹکرا کر اپنی بے بسی کا اظہار کرتی ہیں۔اور جن کے عشق کی گہرائی سمندر کو اپنی کم مائیگی کا احساس دلاتی ہے۔ یہ خواب ہی تو ہیں جن میں خوابوں کا شہزادہ اپنے خوابوں کی شہزادی کا ہاتھ تھام کر اسے حسن کی وادیوں میں لے جاتا ہے۔ یہاں وادیوں کا حسن شہزادی کی خوبصورتی کے سامنے سرنگوں ہو جاتا ہے۔نظارے رک رک کر شہزادی کو دیکھتے ہیں۔اور اس کی قسمت پر رشک کرتے ہوئے خود میں اکیلا پن محسوس کرتے ہیں۔

یہ خواب ہی ہیں جو ان تمام لمحات کو اپنے اندر سمیٹ لیتے ہیں۔گزرے ہوئے لمحات کبھی لوٹ کر واپس نہیں آتے اور مستقبل کی کسی کو خبر نہیں یہی وجہ ہے کہ فرزانہ فرحت نے گزرے ہوئے لمحات کے سارے خوابوں، مستقبل کے تمام سندر سپنوں، ان دیکھے مناظر اور گمشدہ لمحات کو اکٹھا کر کے خوابوں کی ایک جاگیر بنا رکھی ہے۔جس کی وہ خود ملکہ ہیں۔ان کے خواب انہیں یقین کی دولت، تخیّل کی پرواز اور انکے جذبات کو زبان کی چاشنی عطا کرتے ہیں۔وہ خوابوں کو ٹوٹنے اور بکھرنے نہیں دیتیں وہ اپنی جاگیر کی حفاظت کرنا خوب جانتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ وجدانی کیفیات سے لبریز

ان کی شاعری شعور ذات اور شعورِ آگہی عطا کرتی ہے۔ وہ جب الفاظ کے جگنوؤں سے اشعار کی قندیلیں روشن کرتی ہیں تو وہ روشنی انکی ذات کو ہی نہیں بلکہ اردگرد کے ماحول کو بھی منور کرتی ہے۔ یہی روشنی کبھی آسمان کی بلندیوں سے اتر کر ان کے ماتھے کی بندیا بن جاتی ہے۔ اور کبھی یہی روشنی اُنکے ماتھے کی بندیا سے رنگ ونور کی شعاعوں کی صورت میں نکل کر تمام دنیا میں پھیل جاتی ہے اور زندگی کے راستے پر چلنے والوں کو آدابِ سفر سے روشناس کرتی ہے۔ یہی روشنی گلستان شعروسخن میں قوس قزح کے رنگ بکھیرتی ہے۔ تو قاری کی آنکھوں کو چمک اور بینائی عطا کرتی ہے۔

فرزانہ فرحت نے پہلی نظم دسمبر 2007ء میں لکھی۔ ایک لمبے عرصہ پر محیط رنج و الم، مشاہدات و تجربات، ادھورے خوابوں، سنہرے سپنیوں، اپنی ذات کی خوبصورتیوں اور عمیق مطالعہ نے شاعری کا روپ دھارا تو برق رفتاری سے تخلیقی عمل شروع ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے شاعری کے میدان میں قدم رکھا تو کامیابی نے ان کے قدم چومے۔ انگلستان کی ادبی فضا ان کی شاعری سے معطر ہونے لگی۔ ان کا نام ادبی حلقوں میں ایک معتبر اور پختہ لب ولہجے کی شاعرہ کے طور پر سامنے آیا۔ ان کے خواب حقیقت کا روپ دھارنے لگے۔ انہیں آج بھی زندگی خواب ہی نظر آتی ہے۔ خوابوں کی ملکہ اپنے خوابوں کے ہمراہ منزل مراد کی جانب رواں دواں ہے۔

شفیق مراد

چیف ایگزیکٹو: شریف اکیڈمی جرمنی

# دل سے نکلے ہوئے لفظوں میں صدا ہوتی ہے

فرزانہ فرحت افق شعروسخن پر ابھرتا ہوا وہ روشن ستارہ ہے جس نے بہت ہی قلیل مدت میں اپنی ضیا سے اقصائے عالم کو جگمگا دیا ہے۔ فضائے بزم ادب منور ہو اٹھی ہے۔ فرزانہ فرحت کا سخن واقعی ان کے دل سے نکلے ہوئے لفظ ہیں جو صدا رکھتے ہیں، انکے الفاظ بولتے چلے جاتے ہیں۔ بولتی شاعری ہے۔ لفظوں نے زباں پائی ہے۔ یہ وہ سچی آواز ہے جو دل کی تہوں سے نکلی ہے۔ لفظوں میں رنگ و آہنگ کی تاثیر گویا کرتی جاتی ہے۔ ان کے الفاظ میں قوتِ گویائی و طلسم ودیعت سے ملا ہے اللہ کی دین ہے جو وہ لیکر آئی ہیں۔

میرے الفاظ کو اللہ نے دانائی دی

ورنہ لفظ بے جان و خاموش رہتے۔ اس نے حوصلہ دے کے ہر اک لفظ کو گویائی

دی ۔لفظوں کو جذبوں کا پیکر بنانے کا ہنر ان کا وصف خاص ہے ۔انہوں نے ایسے اچھے اچھے اور پیارے پیارے پیکر تراشے ہیں کہ ان کی شان میں خود شعوری طور سے کہہ دیتی ہیں:

ہیرے موتی سے بھی بڑھ کر ہیں یہ میرے الفاظ

ان کے الفاظ بہت پیارے پیارے سیدھے سادھے سہل ممتنع کے قالب میں ڈھلے ،رواں دواں روایت میں رچے بسے ،کہیں تلخ بول نہیں ،شیریں اور مٹھاس لیے ہوئے دلوں میں اترنے والے ہوتے ہیں ۔وہ بہت دھیمے ،نرم گداز ،شگفتہ و دل آویز لہجے میں دل کی بات کو ہم تک پہنچانے میں بے حد کامیاب ہیں ۔وہ جذبات کو نوکِ زباں پر قید رکھنے کی قائل نہیں ۔انہیں اپنے اندر کے صیاد کو پھلانگ کے ''قفسِ پابندی زباں'' سے اوپر اٹھنا ہے۔اور وفا کے ،پیار کے جذبہ کو جو دلوں میں ''قید'' رہتا ہے، اسے ''آزاد'' دیکھنا ہے۔

جذبات ہی لکھتے ہیں کچھ دل کی زمیں پر
افسانہ محبت کا سنایا نہیں جاتا

یہ ان کا پیغامِ خاص ہے جو پورے کلام میں سرایت کرتا اور جاری وساری رہتا نظر آتا ہے ۔وہ اپنی آواز کو بلندیوں تک پہنچانے کا جذبہ رکھتی ہیں جس کے لیے وہ اسی لحاظ سے بلند بانگ آہنگ اختیار کرتی ہیں لیکن سلیس پیرائے میں ۔

وہ ایک کامیاب مصورہ بھی ہیں جس کے باوصف لفظوں کی مصوری ان کا شعارِ خاص ہے ۔جذبات اور احساسات کی تصویر کشی اور عکاسی میں لفظوں سے جیتی جاگتی تصویر اجاگر کر دیتی ہیں وہ لفظوں کی مصوری شفاف آئینہ پر کیا کرتی ہیں۔جو کچھ دیکھتی

یا محسوس کرتی ہیں اسے بڑی سادگی سے اشعار کے پیکر میں اتارتی جاتی ہیں۔ جہل اور دقیانوسی روایات کی تاریکی میں ''اشعار کی روشنی سے اجالا پیدا'' کرتی ہیں۔ سماجی نا انصافیوں اور ظلم کے خلاف بطور خاص صنف نازک کے حق میں آوازِ احتجاج ان کا شیوہ ومقصدیت ہے۔ حب الوطنی، اپنی مٹی اور قدروں سے والہانہ لگاؤ ان کا مطمعِ نظر ہے جس کا اظہار ان کی بیشتر نظمیں تو کیا غزلوں میں بھی پایا جاتا ہے کہ وہ غزل اور نظم میں کہنے کا یکساں عبور اور کمال رکھتی ہیں۔ ان کی نظمیں، حق تو یہ ہے کہ، غزل نما کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوتی ہیں لہٰذا غزل سی پر کیف تاثیر رکھتی ہیں۔

زیرِ نظر مجموعہ کلام کی روشنی میں اور اس کے موضوع کے ارتکاز کی نسبت سے ان کی فکر کی جدت، وسعت، گہرائی وتنوع کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ وہ زندگی اور خواب کو دیکھتی پرکھتی اور خوب سمجھتی ہیں۔ زندگی اور خواب کی حقیقتوں کو بولتا، کھولتا اور ان سے آنکھ مچولی کرتا ہوا ان کا سخن اپنے رنگ وآہنگ میں انفرادیت وامتیازیت کا آئینہ دار ہے۔ ''خواب خواب زندگی'' کہہ کر زندگی اور خواب کے معانی اور کینوس کو از حد وسعت دے دی ہے۔ یعنی کہ زندگی خواب خواب ہے۔ خواب خواب پھیلی ہوئی ہے۔ زندگی خواب ہے کہ حقیقت! زندگی خواب ہی خواب ہے۔ ایک حسین خواب ہے۔ سہانا سپنا ہے ''سچا، پیارا سپنا''! ان کے خواب سچے بھی ہوتے ہیں اور جھوٹے بھی۔ خواب پیار کا رشتہ بھی ہے، خواب دھوکا بھی ہے، ان کے نزدیک تمنا خواب، یادیں خواب اور وعدے بھی خواب ہیں۔ خواب حسرت نہیں، خواب غم مٹاتے ہیں، خواب عبادت کا ثمر ہوتے ہیں۔

''میرے خواب لوٹا دو، ان خوابوں میں رنگ میرا ہے'' زندگی خواب کی صورت

ہے۔ایسے مفاہیم ہیں جو درحقیقت ان کے سخن کے کینوس کو بہت ارفع واعلیٰ کر دیتے ہیں۔اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے فطری، اچھی، سچی، پکی، بڑی نیز سہل، سادہ اور صاف لیکن فکر و خیال افروز اور روح پرور شاعری کی ہے۔گذارش ہے کہ

''اے صاحبِ نظر، ہو نظر ایک ادھر کو بھی''......(عزم)

ڈاکٹر عبدالغفار عزم

صدر اردو تحریکِ عالمی، یو۔کے

2010

تہذیبی شاعرہ

# فرزانہ فرحتؔ کی فکر رسا کا دھنک رنگ

''بدلتی شام کے سائے'' سے ''خواب خواب زندگی'' تک' فرزانہ فرحتؔ کا شعور و فن جن مرحلوں سے گزرا ہے وہ اتنے پیچیدہ نہیں ہیں جتنے بظاہر نظر آتے ہیں۔ان کی شاعری میں جس کرب' بے چینی' تناؤ' الجھن اور لہجے کی ناہمواری کا احساس ہوتا ہے۔وہ میری دانست میں ان کے شخصی اور شعری مزاج کے اساسی پہلو ہیں اور ان کی جڑیں' ماحول' حالات اور خود اپنی ذات سے ان کے مستقل غیر مفاہمانہ روّیے میں تلاش کی جاسکتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ روایت سے ان کی بغاوت ہو یا نئے تجربات کی جسارت' ان کی شاعری نعرہ زنی اور نقّالی دونوں کی سطحیت سے بڑی حد تک محفوظ رہی۔اپنے لہجے کی شناخت اور پرداخت میں انہیں زیادہ آسانی اس لیے حاصل رہی

کہ وہ اداکاری کی مشقت پر مجبور نہیں ہوئیں۔نئی شاعری اور نئے شاعر کو سمجھنے کا ایک آسان طریقہ یہ بتایا جاتا ہے کہ اس کے علائم اور امیجز کو وجودی فکر کے تصورات اور تلازمات کا لباس پہنا دیجئے۔وجود کی اولّیت' انفرادی آزادی کی تڑپ' لحظہ لحظہ جینا' ذات کی شکست وریخت' اقدار کا انکار' یاس ومحرومی پر اصرار' احساسِ جبر وغیرہ۔یہ کلیدی اشارے اپنی تاویلات میں نئے شاعر کو نیا اور ایک حد تک بڑا بنانے میں بڑی مدد کرتے ہیں:

اجنبی بن کے مری راہ سے یوں نہ گزرو
راستے میں مرے اس طرح نہ صحرا لاؤ

فرزانہ فرحتؔ لفظوں کی وہ مصورہ ہیں جو فطرت کے حُسن کو کبھی فراموش نہیں کرسکیں۔انہیں ہرے بھرے درختوں کے جھنڈ پسند ہیں' کیونکہ ان چھتناروں کے سائے میں تھکے ماندے مسافر بیٹھا کرتے ہیں' اپنی مسافتوں اور منزلوں کی داستانیں ایک دوسرے کو بتاتے ہیں۔ان درختوں کی شاخوں پر پرندے رین بسیرا کرتے ہیں۔زندگی کی تپتی دھوپ میں کالے کوسوں کا سفر کرنے والا ہی درخت کی ٹھنڈی چھاؤں کے سکھ کو جانتا ہے۔

فرزانہ فرحتؔ اپنی جنم بھومی سے دور ہیں' لیکن وہ اپنی مادرِ وطن کی زندگی سے جڑی ہوئی ہیں۔اس لیے اپنے بنجر معاشرے میں درختوں کی ڈالیوں کے ساتھ ساتھ سوچ کی ڈالیوں پر بھی ہریالی دیکھنے کی متمنی ہیں:

مرے سپنے میں فرحتؔ' کوئی میرے ساتھ رہتا ہے
یہ میرا خواب ہے' اس کی یہی تعبیر رہنے دو

یہ کیا احساس ہے فرحتؔ جسے ہم پیار کہتے ہیں
دِلوں میں قید رہتا ہے' مگر آزاد رہتا ہے

''بدلتی شام کے سائے'' سے'' خواب خواب زندگی'' تک' حقیقت کی جانب فرزانہ فرحتؔ کی فکرِ رسا کا یہ وہ دھنک رنگ سفر ہے' جو پاکیزہ جذبوں کی پگڈنڈیوں پر دردمندیوں کی پھواریں بکھیرتا ہوا۔ تعبیروں کے حسین جزیروں پر ختم ہوتا ہے۔

تو ہے سپنا تو کوئی اچھی سی تعبیر دکھا
بن کے حسرت مرے اندر نہ اتر خواب مرے

عمر اپنی تو کٹی دھوپ میں جلتے جلتے
کسی دیوار کو اب سایہ بنالوں میں بھی

فرزانہ فرحتؔ نے سُبک اندازِ بیان کے ساتھ' تراشیدہ ترتیب اور غنایت کو اپنی شاعری کا جزو بنایا ہے۔ وہ لفظ و معانی کے رشتوں کو سمجھتی ہیں۔ اس طرح ان کے اشعار' شعری غنایت کے ساتھ بساطِ دل پر غم و خوشی کے پاسدار ہیں۔ شگفتگی اور تازگی نے انہیں نئے لبادے عطا کئے ہیں۔ ان کا شعری سفر جاری ہے۔ جس میں صہبائے محبت کے ساتھ نت نئے رنگوں نے دھنک رنگ مناظر پیش کیے ہیں۔ وقت کے سیلِ

رواں میں فکرو احساس کی کشتیاں رواں ہیں جونئی راہوں اور آ گہی کی جستجو لے کر آ گے بڑھ رہی ہیں۔ فرزانہ فرحتؔ کی شاعری اپنے تہذیبی پس منظر میں شعری روایات، تجربوں کی سچائی اور حُسنِ بیان کی آمیزش کے ساتھ شعری افق پر جلوہ گر ہے:

میرا ساتھی مرے پہلو میں کھڑا سوچتا ہے
وہ جو میرا تھا، مجھے اب نہیں مِلنے والا

تسلیم الٰہی زلفی

صدر اردو ٹی وی۔ کینیڈا

# اردو زبان وادب کی سفیر

فارسی کے ایک مشہور شاعر ہیں جن کا نام عمر خیام ہے ۔ان کی رباعیات بہت مشہور ہیں ۔ میں صرف ایک رباعی آپ کی خدمت میں عرض کررہا ہوں ۔ میرے شعراء دوست جو یہاں موجود ہیں ان کو معلوم ہے کہ رباعی کی چار لائنیں ہوتی ہیں اور چوتھی لائن حاصل مطالعہ ہوتی ہے ۔ چوتھی لائن آپ سنیں گے ۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں شعراء موجود ہیں ۔ ناقدین موجود ہیں ۔ سیاستدان موجود ہیں ۔ان سب کا مقصد ایک ہے کہ انسان ترقی کرنا چاہتا ہے ۔ چار رباعیات سنیے ۔

اے انسان ! اگر تو اس دنیا میں ترقی کرنا چاہتا ہے، عظمت حاصل کرنا چاہتا ہے، شہرت کی بلندیوں تک پہنچنا چاہتا ہے تو پھر یوں کر کہ کسی صاحبِ علم سے دوستی کر ۔ معزز سامعین ! بات واضح ہوگئی کہ صاحبِ علم سے دوستی کرنے سے عظمت ملتی

ہے۔جب میں نے اپنے استاد باقر رضوی سے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب یہ جوعلم وعقل اور دانائی ہے، یہ تو صفات ہیں، اگر میں علم کو سلیوٹ کرنا چاہتا ہوں تو علم کو سلیوٹ کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص علم کی تکریم کرنا چاہتا ہے، علم کو سراہنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ کسی صاحب علم کو سلام کرے۔لیکن ایک غلط فہمی میں سب کی دور کردوں۔ یادرکھیے! یہ جو تعلیم ہے، یہ جو معلومات ہیں، آپ کو اگر کوئی بہت زیادہ تعلیم یافتہ دکھائی دے رہا ہے تو کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ اس کے پاس علم بھی ہے۔عمر خیام کہتے ہیں کہ اگر علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو صاحب علم سے دوستی کر۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ میری زندگی برباد ہو جائے اور مجھے کوئی صاحب علم نہ ملے۔اے انسان! اگر تو ترقی کرنا چاہتا ہے تو صاحب علم سے دوستی کر اگر صاحب علم نہ ملے تو کتاب سے دوستی کر کیوں کہ آج ایک کتاب کی رونمائی بھی ہے تو میں یہ جملہ ہدیہ کرتا ہوں فرزانہ فرحت کو یہ جملہ جو شاید میرے لئے چراغ بننے کا سبب بنا۔آپ کے لئے بھی کام آئے۔تو کامیاب ہونے کے لئے دوسرا کام یہ کر کہ کتاب سے دوستی کر۔آپ سب میرے سے بہتر جانتے ہیں کتاب وہ شے ہے کہ اللہ کو صاحب کتاب ہونا پسند ہے۔اگر کوئی شخص صبح سے شام تک لا الہ الا اللہ پڑھ پڑھ کر اپنے لبوں کو آنکھوں کے ساتھ جوڑ رہا ہوتا ہے تو اس کے لئے میں یہ جملہ ہدیہ کرتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والا غور بھی تو کرے کہ اللہ، صاحبِ کتاب ہے اور حضرت محمد ﷺ معلم ہیں۔اگر کوئی شخص علم سے محبت کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ معلم سے بھی محبت کرے اور صاحب کتاب سے بھی محبت کرے۔

اے انسان اگر تو ترقی کرنا چاہتا ہے تو صاحب علم سے دوستی کر۔اگر صاحب علم دستیا

ب نہیں تو کتاب سے دوستی کر۔ اگر کتاب بھی دستیاب نہیں تو اے انسان یوں کر کہ کسی حسین سے دوستی کر۔ اب یہ جو گل رو چہرے آپ کو نظر آ رہے ہیں ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک۔ اب اگر کوئی صاحب کتاب بھی ہو جائے۔ معلم بھی ہو جائے اور حسین بھی ہو جائے تو تین لائنیں تو یہیں پوری ہو جاتی ہیں۔

حُسن کے ساتھ دوستی کر۔ آپ نے دیکھا کہ جب علم کے ساتھ دوستی تھی تو چہرے جو تھے وہ عجیب سے تھے۔ چہرے پر آپ کے خوبصورتی نہیں آئی تھی لیکن جونہی سنا کہ کسی حسین کے ساتھ دوستی کر، مسکراہٹ آ گئی۔ یہ جو کتاب ہے اس میں حُسن کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ حُسن سے محبت کا اظہار ہے۔ میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حُسن جو ہے وہ ایک فلسفہ ہے۔ دنیا کا کوئی فلسفی نہیں جس نے حُسن کی اہمیت کو بیان نہ کیا ہو۔ میں صرف یہ بتا رہا ہوں کہ مفکرین کے دو گروہ ہیں ایک گروہ یہ بتا رہا ہے کہ حسن دراصل شے میں ہوتا ہے۔ گلاب کا پھول مجھے بھی اچھا لگتا ہے۔ آپ کو بھی اچھا لگتا ہے وجہ اس کی یہ بتائی جاتی ہے کہ گلاب کا پھول حسین ہے۔ اس شے کے اندر حسن موجود ہے اس لیے وہ حسین دکھائی دیتا ہے مجھے بھی اور آپ کو بھی۔ اس کا مطلب کیا ہے کہ گلاب کے پھول کے اندر حُسن موجود ہے۔ بہت بڑا گروہ ہے فلسفیوں کا جو یہ کہتا ہے۔ دوسرا گروہ اس سے اختلاف کرتا ہے کہ حسن دراصل شے میں نہیں ہوتا حسن دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتا ہے۔ دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ لیلیٰ کالی کلوٹی تھی لیکن مجنوں اس پر کیوں مر مٹا۔ حُسن دراصل لیلیٰ میں نہیں تھا مجنوں کی آنکھ میں تھا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کتاب سے محبت کرنے والے یہاں بیٹھے ہیں۔ یہ جو صاحب علم یہاں بیٹھے ہیں۔ میرے کہنے سے آج باغ میں جایئے۔ گلاب کے پھول

کو دیکھیے ۔ پہلے دن گلاب کا حسن ۔اس کی نزاکت آپ کے اندر آنا شروع ہو جا ئیگی۔ دوسرے دن جائیے اورزیادہ حسین چیزوں کو دیکھیے ۔ وہ حسن اندراترنا شروع ہو جا ئیگا۔تیسرے دن جائیے اسی گلاب کو دوبارہ دیکھئے تو آپ کو عجیب طرح کی فرحت محسوس ہونا شروع ہو جائیگی ۔اس کا حُسن آپ کے اندر آنا شروع ہو گیا تو اگر معمولی سا گلاب کا پھول دیکھنے کے بعد آپ کے اندر توانائی ،رونق اور شادابی محسوس ہونے لگتی ہے تو ذرا غور کیجیے کہ اگر آپ اپنے دل میں ایسا محبوب تخلیق کرلیں جو ہوتا تو باہر ہے لیکن آپکے اندر اترنا شروع ہو جاتا ہے۔خواجہ میر درد کا شعر ہے۔

بسا ہے کون ترے دل میں گلبدن ایسا
کہ بُو گلاب کی آئی ترے پسینے سے

وہ درود پڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔اس لئے کہ وہ خود کتنا حسین ہو گا جس نے اتنا حسین پیدا کر دیا تو اس لئے تیسری لائن توجہ سے سنئیے کہ اے انسان اگر تو ترقی کرنا چاہتا ہے تو کسی صاحب علم سے دوستی کر۔صاحب علم دستیاب نہ ہو تو کتاب سے دوستی کر۔کتاب دستیاب نہیں تو کسی حسین سے دوستی کر۔اب میں چوتھی لائن کی طرف آتا ہوں۔اے انسان اگر یہ تینوں چیزیں دستیاب نہ ہوں تو تنہائی میں جا کر زندگی گزار دے لیکن دیکھ کسی جاہل کے ساتھ دوستی نہ کرنا۔میں آپ کی خدمت میں گزارش یہ کر رہا ہوں جو ہماری محترمہ نے گزارش کی۔خود احتسابی الزامات سے مکمل نہیں ہوتی ۔خود احتسابی اپنے آپ کو دیکھیں گے تو پھر پیدا ہوتی ہے۔

دوسری گفتگو فرزانہ فرحت کے بارے میں۔ان کی پوری شاعری میں نے پہلے صفحے سے لیکر آخری صفحے تک پڑھی۔خزانے تک پہنچنے کیلئے ایک کنجی ہوتی ہے۔

اگر آپ کے پاس کنجی نہ ہو تو آپ خزانے تک نہیں پہنچ سکتے بلکہ بھٹک بھٹک کر مر جاتے ہیں۔ اس کتاب کو اگر آپ دیکھیں تو پہلا لفظ جو ہے وہ خواب ہے۔ اس پر بھی جو مقتدر فلسفی ہیں انھوں نے روشنی ڈالی ہے۔ یہاں اتنا وقت نہیں کہ میں سب بیان کروں لیکن ایک بات آپ کو ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ اس وقت جو میں آپ کے سامنے ہوں۔ آپ جو میرے سامنے ہیں۔ اس وقت جو کائنات کا نظام چل رہا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ کوئی ایک شخص، ایک ذات ایسی ہے جو خواب دیکھ رہی ہو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ دنیا خواب ہو۔ یہ دنیا خیال ہو۔ کوئی ذات ایسی ہو جو خواب میں ہماری زندگیوں کو متحرک کر رہی ہو۔ جیسا کہ غالب نے کہا ہے کہ:

ہیں خواب جو رموز سے جاگے ہیں خواب میں

کہ جس دم جاگ بھی جاتے ہیں۔ عمل بھی کر رہے ہوتے ہیں تو ہم ایک چھوٹے خواب سے بڑے خواب میں داخل ہو جاتے ہیں۔

اترانے والو جانے کب کھل جائے آنکھ

دوسری شکل ہے کوئی بھیانک خواب ہو اور آپ چاہتے ہیں کہ اپنے آپ ہی آنکھیں کھل جائیں لیکن آنکھیں نہیں کھلتیں۔

آنکھ کھُلی تو پھر جھوٹی تعبیریں تھیں
وہ سچی تعبیر کی خاطر سویا تھا

اب جب کوئی شاعر کوئی ادیب کوئی تخلیق کار خواب دیکھتا ہے تو خواب دیکھنے کے بعد اس کی تفسیر چاہتا ہے۔ اس کتاب میں فرزانہ فرحت صاحبہ نے جو غزلیں کہی ہیں شاید ہی کوئی غزل یا نظم ایسی ہے جس میں لفظ خواب نہ آیا ہو۔ تو میں

گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ منظر ہے، یہ وہ خواہش ہے جس میں انسان اچھے خواب دیکھتا ہے۔ اچھی منصوبہ بندی کرتا ہے۔ اچھی سوچ کو لے کر آگے بڑھتا ہے۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فرزانہ فرحت کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ انھوں نے وہ خواب جو خود دیکھے تھے وہ خواب جو اُن کی آنکھوں میں مقفل تھے۔ انھوں نے میری اور آپ کی آنکھوں میں منتقل کر دیئے۔ اب میں اپنے خواب دیکھتا ہوں آپ اپنے خواب دیکھتے ہیں۔ میری اپنی سوچ ہے آپ کی اپنی سوچ ہے۔ جب دوسرے دوسروں کی آنکھوں میں اپنے خواب رکھ دیتے ہیں اور چپکے سے چلے جاتے ہیں تو یہی فرزانہ فرحت صاحبہ نے کیا کہ اپنے خوش آئند خواب وہ ماں کی شکل میں بھائی کی شکل میں بہن کی شکل میں محبوب کی شکل میں انھوں نے وہ سارے خواب ہماری آنکھوں کے اندر چھُپا دیئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسی کتاب آپ نے غزلیں سن لی ہیں مجھے مثالیں دینے کی ضرورت نہیں نظمیں سن لی ہیں۔ میں یہ بات اس نقطے کو مکمل کر کے کہتا ہوں کہ فرزانہ فرحت کی یہ کتاب ''خواب خواب زندگی'' ہوسکتا ہے کہ اس معیار کو چھوتی ہوئی کتاب نہ ہو کہ میں فوراً کہ دوں کہ یہ غالبؔ کی ہم پلہ ہے میرؔ کی ہم پلہ ہے لیکن ایک بات میں ضرور کہوں گا کہ یہ کسی کی ہم پلہ نہ ہوں لیکن اپنی ہم پلہ تو ہیں۔ ان کی شاعری اپنی شاعری ہے مانگے کی شاعری نہیں۔ ان کے خیال اپنے خیال ہیں مانگے کے خیال نہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان کے خواب اپنے خواب ہیں مانگے کے خواب نہیں۔

تیسری اور آخری بات یہ کہ آدمی جب دھرتی میں پیدا ہوتا ہے اور پاؤں اس دھرتی کے اندر لگتے ہیں تو آپ اس بات کو بہتر جانتے ہیں کہ درخت کے اندر جو پانی

جاتا ہے درخت اس سے توانا ہوتا ہے اور توانا ہو کر پروان چڑھتا ہے۔ جو انسان ذہن سے شعر کہتا ہے اس کے ذہن کو طاقت وطن کی مٹی سے نصیب ہوتی ہے یعنی جو اس کی جڑ ہے وہ اس کا پاؤں ہے اور پاؤں جو ہیں زمین کے ساتھ پیوست ہیں اور پاؤں میں اس کے ساتھ محبت زمین سے آتی ہے۔ اور انسان سفر کر کے دوسرے ملک میں چلا جاتا ہے۔ دوسری جگہ جانے کے باوجود مٹی کی محبت اسے کھینچتی ہے۔ ابھی انہوں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی کہ جب وہ وطن آ رہی تھیں تو وہ چاہ رہی تھیں کہ میں جلدی سے اپنے وطن پہنچوں۔

میر انیس کا ایک بند آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔

ہوتے ہیں بہت رنج مسافر کو سفر میں
راحت نہیں ملتی کوئی دم آٹھ پہر میں
سو شغل ہوں پر دھیان لگا رہتا ہے گھر میں
پھرتی ہے سدا شکل عزیزوں کی نظر میں
سنگ غم فرقت دل نازک پہ گراں ہے
اندوہ غریب الوطنی کاہش جاں ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے خواب جو سمندر کے ادھر تھے۔ میرے وہ خواب انہوں نے باہر جا کر دکھانے کی کوشش کی ہے۔ جب پروین شاکر سے کسی نے سوال کیا تھا کہ آپ تو انگریزی کی اتنی ماہر ہیں۔ یہی جملہ میں فرزانہ فرحت کو ہدیہ کرتا ہوں تو پھر آپ اُردو زبان میں کیوں شعر کہتی ہیں تو پروین شاکر نے کہا میرے دوست میں انگریزی زبان کی ماہر ہوں۔ لکھنا بھی جانتی ہوں لیکن میں اس زبان میں شعر کہتی

ہوں جس زبان میں میں خواب دیکھتی ہوں۔فرزانہ فرحت کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے۔اس کتاب کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ میرے خواب وہاں گئے ہیں۔یہ دوسری زبان میں بھی شعر کہہ سکتی تھیں۔اس لئے میں یہاں آپ سب کی موجودگی میں یہ اعلان کرر ہا ہوں کہ فرزانہ فرحت صرف شاعرہ ہی نہیں ہیں اردو زبان وادب کی سفیر ہیں۔اردو زبان وادب کی سفیر ہونے کی وجہ سے یہ کتاب میرے معاملات کی بھی ترجمان ہے۔آپ کے معاملات کی بھی ترجمان ہے۔علی رضا کا ایک شعر ہے:

بات تو اپنے ہی دل کی ہے مگر واہ رے شوق
چاہتا ہوں کہ کوئی اور اشارہ کر دے

میری باتیں اس کتاب میں ہیں۔آپ کی باتیں اس کتاب میں ہیں۔ہمارے پاس فرزانہ فرحت کو دینے کیلئے کچھ نہیں۔میرے لفظ بھی ٹوٹے پھوٹے سے ہیں۔لیکن ہمارے پاس محبت اور گرم جوشی تو ہے۔فرزانہ فرحت صاحبہ کے لئے اتنی بھرپور تالیاں بجائیے کہ اس کی گونج انگلستان تک سنائی دے۔

**ڈاکٹر سید شبیہہ الحسن رضوی**

خطاب بر موقع تقریب رونمائی ''خواب خواب زندگی''

بمقام لاہور۔۱۱نومبر ۲۰۱۱

# خوابِ خوش رنگ کی شاعرہ......فرزانہ فرحت

فرزانہ فرحت کو شاعری کی زبان پر ایسی قدرت حاصل ہے کہ پڑھنے والوں کے دل و دماغ کو اپنی گرفت سے باہر نہیں جانے دیتیں۔ یہ جذبہ و احساس کو اس خوبصورتی سے بیان کرتی ہیں کہ قاری کا دل متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

فرزانہ شعر ترنم سے سنائیں یا تحت اللفظ، سامعین کے دل پر دیرپا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جذبات کی رنگارنگی، خیالات کی ہمہ جہتی اور قدرت بیان ان کے اشعار میں ایک حُسن پیدا کرتے ہیں۔ کلام میں پر پیچ اور مشکل ترکیبیں نیز ثقیل الفاظ نظر نہیں آتے، ہاں احساسات کی اس قدر بھرپور ترجمانی ملتی ہے کہ اس سحر سے باہر نکلنے کو جی نہیں چاہتا۔

انہوں نے جو کچھ سوچا اس کا اظہار بڑی بے باکی اور واضح انداز میں کیا ہے۔

مزاج کی رومانیت دل پر خوشگوار اثر کرتی ہے۔

یوں لگتا ہے کہ اپنے لیے ایک الگ جہان آباد کر رکھا ہے جو تصورات اور محسوسات کی دنیا ہے۔

بہت حساس دل شاعرہ ہیں۔ حال ہی میں لکھنا شروع کیا ہے لیکن ان کا قلم اردو کی جگمگاتی کہکشاؤں کو چھونے لگا ہے۔ اردو ادب کے مایہ ناز شاعر ناظر فاروقی صاحب، فرزانہ فرحت کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ ان کی ذات کے اندر کے آتش فشاں نے ایک صبح ان کے ہاتھ میں قلم دے دیا اور ان کے اندر خوابیدہ شاعرہ نے آنکھیں کھول لیں اور اٹھتے بیٹھتے بوند بوند کر کے اشعار ٹپکنے لگے۔ میں ان کی شاعری کے تعلق سے کہہ سکتی ہوں کہ ان کی شاعری بوند بوند بن کے نہیں ٹپکی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جس طرح یکدم گھنگور گھٹائیں چھا جائیں، بجلی چمکے اور موسلا دھار شروع ہو جائے، بعینہ ان کے اشعار ان پر برسے ہیں۔ یہ گھر کے کام کاج میں مصروف ہوتے ہوئے بھی اپنے پاس رکھے کاغذ کے ٹکڑے پر اشعار لکھ رہی ہوتی ہیں اور شعر ایسا بن کر اترتا ہے کہ اس میں کوئی جھول نہیں ہوتا۔ اردو کے علاوہ پنجابی میں بھی بہت خوبصورت لکھا ہے۔

ان کی ابتداء کو دیکھ کر انتہا کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ پڑھنے والوں کو الفت و محبت کے نرم و نازک جذبات و احساسات کے ساتھ ساتھ غمِ دنیا کے انتہائی لطیف جذبوں کی طرف بھی کھینچ کر لے جاتی ہیں، اندازِ بیان جمالیاتی قدروں سے متصف ہے۔ غم جاناں، غم دوراں کو گلے لگائے ملتا ہے۔ غم محبوب پھیل کر غم زمانہ سے جا ملتا ہے۔

انہوں نے اس ہنستی بستی دنیا کے بعض خطوں میں مظلوم عوام کی تصویر کشی کی ہے جو انصاف کے لیے ترستے نظر آتے ہیں۔ ممتا بھرے گیت بھی لکھے ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی شمع جس نے حال ہی میں محفلوں میں جگمگانا شروع کیا ہے، خدا کرے ایک دن روشنی کا مینار ثابت ہو اور ان جیسی شخصیات کو ان کا جائز مقام ملے۔ ان چراغوں کی روشنی معاشرے میں گم کردہ راہوں کے راستوں کو منور کر دے۔ (آمین)

خدا کرے کہ حقیقت میں تیرے خواب ڈھلیں
یہ روشنی یہ اجالے سفر میں ساتھ چلیں

دعا گو

طیبہ شہناز کریم

لندن

# میں نے تو کھلی آنکھ سے۔۔۔

میرا پہلا مجموعۂ کلام جنوری 2010ء میں جب میرے ہاتھ میں آیا تو میرا سرسجدے میں جھک گیا۔

میں نے اپنی منزل کی جانب پہلا قدم رکھا تھا۔کس طرح اللہ تعالی کا شکرادا کرتی جس نے مجھے خواب دکھائے اورخوابوں سے حقیقت کے سفر کا ادراک بخشا۔اُسی نے میرے خوابوں کو حقیقت میں بدلا تو اُسی نے مجھے خوابوں کی دنیا میں خوش رہنے کا سلیقہ سکھایا۔آج ٹھیک ایک سال بعد میرا دوسرا شعری مجموعہ "خواب خواب زندگی" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔زندگی کے سفر کی صعوبتیں،اُداسیاں،محرومیاں ،رعنائیاں اور مسرتیں رہنما بنکر منزلوں کا پتہ دیتی رہیں۔خواب خواب زندگی میرے خوابوں کا مجموعہ ہے۔ایسے خواب جو یاسیت کے بادل برسنے کے بعد قوسِ قزح

کا رنگ پیش کرتے ہیں۔

شاعری کی دولت کے حصول کا خواب شاید ہی کبھی میں نے دیکھا ہو، اتنا ضرور ہے کہ جب دس دسمبر 2007ء کو پہلی نظم عطا ہوئی تو شاعری کے آسماں پر میری سوچ کا پنچھی پرواز کرنے لگا۔ شاعری کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار، اپنی شعوری اور لا شعوری کیفیات کو اشعار میں بیان کرنے کا خواب اور نامساعد حالات میں گھرے ہوئے انسانوں کی مجبوریاں اور محرومیاں اور ان محرومیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ردعمل کا اظہار شاعری کی زبان میں کرنے کا خواب دیکھا تو پھر میں نے یہی کہا کہ:

معلوم ہے مجھ کو کہ تو دھوکا ہے مرے خواب

پھر کیا تھا اللہ تعالیٰ جو انوار و اکرام کی بارش برساتا ہے اس نے خوبصورت الفاظ کی بارش کر کے مجھے ان الفاظ کو تخیل کی لڑی میں پرو کر اشعار لکھنا سکھایا۔ اور میں لفظوں کو شعروں میں ڈھالتی چلی گئی۔ میرے اشعار ہوا کے دوش پر جب سماعتوں میں رس گھولتے تو مجھے پذیرائی ملتی۔ یہی پذیرائی میرے لیے زادِ راہ ثابت ہوئی۔ اس پذیرائی نے میرے لیے راستے کی صعوبتوں کو آسان کر کے مجھے منزلوں کا پتا دیا۔ میرے حوصلوں کو توانائی بخشی۔ میری سوچ کا پنچھی کبھی مجھے صحراؤں میں لے جاتا تو میں سراب سے ہی سیراب ہو جاتی اور کبھی کاررواںِ خیال مجھے میرے ذہن کی تراشی ہوئی ایسی شاہراہ پر لے جاتا جہاں سایہ دار درخت سورج کی کرنوں کی تپش سے مجھے محفوظ کر لیتے۔ کبھی چلتے چلتے میرے خواب مجھے برف پوش پہاڑوں کے نظارے دکھاتے تو کبھی حسین وادیوں کے نشیب و فراز مجھے میرے ہونے کا پتا دیتے۔ میں

زندگی کے پُر خار راستوں پر چلتے چلتے کبھی تھک کر بیٹھتی تو پھول مجھے سایہ دیتے۔ آبلہ پا ہوتی تو میری قدم بوسی کرتے۔ کانٹے مجھے زخمی کرتے تو زخم پھولوں کی طرح مہکنے لگتے۔ جن کی مہک میری روح کو تازگی دیتی۔ میرے خواب حقیقت میں بدلنے لگے۔ شاعری کا سفر آگے کی طرف چلتا گیا۔ انگلستان کی ادبی فضا میں میری شاعری کی خوشبو اہلِ علم وادب محسوس کرنے لگے۔

انگلستان کے ادبی ماحول نے مجھے مادرِ شفقت کی طرح اپنی آغوش میں لیا اور میری شاعری میں مزید نکھار آتا چلا گیا۔ میں سیراب ہوتی گئی، پیاس بجھتی گئی، تشنگی ختم ہوتی چلی گئی۔ میرے خواب سچے ہونے لگے۔ جب مجھے اردو تحریک عالمی کی اردو عالمی کانفرنس میں شرکت کے لیے اس کے سربراہ اور بانی ڈاکٹر عبدالغفار عزم صاحب کی جانب سے خصوصی دعوت نامہ ملا۔ تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر کے مختلف ممالک سے شعراء اور ادیبوں نے شرکت کی۔ ادبی دنیا کی مشہور شخصیات سے تعارف حاصل ہوا۔ جن میں ڈاکٹر محمد زاہد پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی، علی احمد کاظمی پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی، جوش اکیڈمی کے سربراہ محترم اقبال حیدر، شریف اکیڈمی جرمنی کے بانی محترم شفیق مراد شامل تھے۔ مجھے بھی اپنا کلام سنانے کا موقع ملا۔ میرے کلام کو بے حد پذیرائی ملی۔ اور مجھ میں نئے جذبے اجاگر ہوئے۔ میرے حوصلے بلند ہونے لگے اور میری شاعری کا ایک نیا سفر شروع ہوا۔

یوں سمجھئے کہ اللہ کی طرف سے رہنمائی کا مزید انتظام ہو گیا۔ مجھے اپنے تخلیقی عمل کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے مواقع حاصل ہونے لگے۔ شریف اکیڈمی کی جانب سے آن لائن عالمی مشاعرہ بزمِ اہلِ قلم جو کہ ریڈیو پاک سلونہ۔ سپین سے براڈ کاسٹ

ہوتا ہے۔میں دو بار شرکت کا موقع ملا۔

2011ء میں شریف اکیڈمی کے زیرِ اہتمام محترمہ سمن شاہ نے پیرس میں ''فیض سیمینار'' منعقد کیا تو مجھے اکیڈمی کی جانب سے بطور مہمانِ خصوصی شرکت کی دعوت ملی۔میرے لیے یقیناً یہ اعزاز تھا اس سیمینار میں شرکت میرے لئے نہ صرف باعثِ مسرت تھی۔بلکہ میرے علمی سفر میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

میرے خواب میرے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔میرے سپنے حقیقت میں بدلنے لگے۔تاریکی کے بادل روشنی میں ڈھلنے لگے اور میرے راستے میں ننھے ننھے بے شمار دیے جلنے لگے۔میرے خواب مجھے راستہ دکھاتے رہے۔میرے خواب مجھے مایوسیوں سے نکالتے رہے میرے خواب مجھے امید دلاتے رہے کہ کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

''خواب خواب زندگی'' میرے خوابوں کا موسم ہے اور میرے اندر کا تلاطم ہے۔میرے زخموں کا مرہم ہے۔میرے سپنوں کے وہ رنگ جو کبھی خوشی میں ڈھلتے ہیں کبھی اداسی میں، کبھی محبت میں تو کبھی چاہت میں۔میرے خواب کے سفر میں صحرا کی تپتی ہوئی ریت کا اڑتا غبار بھی ہے، میری گردن میں کانٹوں کا ہار بھی ہے، غم کا سنگھار بھی ہے اور سفر کی دھول بھی میرے بدن سے لپٹی ہوئی ہے۔پھر محرومیوں کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور آسمان کے پورے چاند کی چمک مجھ پر پڑنے لگتی ہے۔چاندنی مجھے پوری طرح بھگو دیتی ہے اور مجھے وجدان کی کیفیت میں لے جاتی ہے۔مجھے روشنی عطا ہے۔

کبھی سورج کی کرنوں کا کھیل کبھی چاند کی چاندنی کا میل، یہ سب میرے

خوبصورت خوابوں کا حصہ ہیں۔ سورج چاند ستارے مجھے اجالے کا لباس پہناتے ہیں مجھے نور میں نہلاتے ہیں، مجھے راستہ دکھاتے ہیں، میری ناامیدی میں امید کے دیے جلاتے ہیں، میرے خواب ستارے بن کر ساری رات مجھ سے آنکھ مچولی کھیلتے ہیں۔ تاروں کی یہ بارات پھر صبح ہوتے ہی لفظوں کی صورت میرے کاغذوں پر بکھر جاتی ہے میری شاعری وہی ستارے ہیں۔

خدا کرے کہ یہ سب ستارے اجالا بن کر آپ کو بھی روشنی اور منزلوں کا پتہ دیں۔ خدا کرے کہ "خواب خواب زندگی" ایک حقیقت بن کر ہم سب کو خوشیوں سے ہم کنار کرے۔

آپ کی دعاؤں کی محتاج

فرزانہ فرحت

لندن

رحمت سے جس کی کوئی بھی باہر نہیں دیکھا
اُس ذات سے میں نے کوئی برتر نہیں دیکھا

صحراؤں کی پنچھی ہوں سمندر نہیں دیکھا
دیکھے ہیں مکاں میں نے مگر گھر نہیں دیکھا

ہمت ہے جواں اور مرا عزم کہ میں نے
حالات کے طوفان سے ڈر کر نہیں دیکھا

جیسے بھی ہوں حالات میں ہر حال میں خوش ہوں
میں نے کبھی اوقات سے بڑھ کر نہیں دیکھا

سر دیکھے ہیں کٹتے ہوئے سچائی کی خاطر
جھکتا ہوا مومن کا کبھی سر نہیں دیکھا

چڑھ جاتا ہے سولی پہ کہ پی لیتا ہے وہ زہر
عاشق کی نگاہوں میں کبھی ڈر نہیں دیکھا

پنچھی میں اگر ہے ہی نہیں جرأتِ پرواز
کھُلتا ہوا اس کا تو کبھی پر نہیں دیکھا

میں نے تو کھُلی آنکھ سے دیکھے ہیں بہت خواب
کیوں نیند میں سپنا کوئی سندر نہیں دیکھا

مجھ کو نہیں معلوم کہ چاہت کا مزہ کیا
میں نے تو محبت سے گزر کر نہیں دیکھا

دیکھا ہے مرا ظاہری خوشیوں کا لبادہ
غم تُو نے مری روح کے اندر نہیں دیکھا

ویسے تو بہت مفلس و نادار ہوں فرحتؔ
پیسے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا

# ماں

خدا کا روپ لیے تھی ،فقط دعا تھی ماں
مرے لیے میری جنت کا راستہ تھی ماں

دکھوں کو جھیل کے اُس نے مجھے خوشی دی تھی
چھپا کے درد لبوں پر مرے ہنسی دی تھی

میں کیا بتاؤں کہ کیسی تھی اور کیا تھی ماں
مرے لیے میری جنت کا راستہ تھی ماں

محبتوں کا سمندر تھی وہ فرشتہ تھی
وہ اِس جہاں میں انوکھا ہی ایک رشتہ تھی

نجانے کون سی نیکی کا اک صلہ تھی ماں
مرے لیے میری جنت کا راستہ تھی ماں

وہ میری آس تھی امید تھی وہ فرحت تھی
مرا سکون وہ چین و قرار راحت تھی

مری شبوں کا اجالا تھی اک دیا تھی ماں
مرے لیے میری جنت کا راستہ تھی ماں

میرے خواب خواب ہیں راستے ہیں عجب سراب کے سلسلے
میرے دل میں خواب ہیں سو رہے تو نظر میں خواب ہیں جاگتے

تُو مجھے قریب سے مل ذرا نہ ہوں درمیاں کوئی فاصلے
میری عمر گزری ہے اس طرح کوئی خواب خواب ہی دیکھتے

میں زمین پر ہوں کھڑی ہوئی میرے ہیں فلک سے بھی رابطے
وہی خواب مجھ کو عزیز ہیں میرے خواب خواب جو سچ ہوئے

جو مرا ہے مجھ کو ملے کہاں مری شب کٹی ہے یہ سوچتے
میرے خواب خواب میں تو بسا میرے خواب تجھ کو ہیں چاہتے

تیری چاہتوں کی تلاش میں میرے پاؤں میں پڑے آبلے
میرے گھر نہیں کوئی روشنی نہ چراغ راہ میں ہیں جلے

مجھے تجھ سے شکوہ نہیں کوئی میرے مٹ گئے ہیں سبھی گلے
مجھے دے تُو فرحتِ دل کبھی مجھے خواب بن کے خوشی ملے

بن کے الفت دلِ ناداں میں اتر جاتے ہیں
خواب تو خواب ہیں اک روز بکھر جاتے ہیں

میری آنکھوں میں جو رہتے ہیں ادھورے سپنے
حسرتیں دل میں انوکھی سی وہ بھر جاتے ہیں

وہ جو رہتے ہیں مرے دل میں اندھیرا بن کر
وہ اجالا بھی کبھی راہ میں کر جاتے ہیں

اس طرح آنکھ سے اُڑ جاتے ہیں پل میں سپنے
جس طرح لوٹ کے پنچھی کوئی گھر جاتے ہیں

مجھ کو دیتے ہیں یہ غم اور دلاسہ بھی کبھی
اس طرح آنکھ سے یہ خواب گزر جاتے ہیں

یہ بدلتے ہیں کبھی رنگ بھی موسم کی طرح
دن سنورتے ہیں تو یہ خواب سنور جاتے ہیں

رات بھر ساتھ مرے رہتے ہیں بن کر فرحتؔ
صبح دم خواب مرے جانے کدھر جاتے ہیں

# یہ کیسا خواب ہے

یہ کیسا خواب میں نے رات دیکھا
یکا یک جس نے مجھ کو تھا جگایا

عجب ہی دودھیا سی روشنی تھی
مرے دل میں ہوا تھا اک اجالا

مرے ماتھے کو چمکایا تھا جس نے
لباسِ نور پہنایا سجایا

مجھے اس نور نے نہلا دیا تھا
جلایا پھر دیا جو کہ بجھا تھا

میں سکتے میں تھی اور سرشار بھی تھی
مجھے مسرور اُس نے تھا بنایا

ملا مجھ کو سکونِ قلب ایسے
مرا غم خواب نے آ کر مٹایا

عجب ہی طرح کی فرحتؔ ملی تھی
یہ کیسا اک نشہ میں نے تھا پایا

رکھ مرے ہاتھ پہ چاہت کا قمر خواب مرے
مری آنکھوں میں نہ بن بن کے بکھر خواب مرے

میرے دل کو تُو کوئی درد کا موسم دے کر
اس طرح مجھ میں اداسی تو نہ بھر خواب مرے

تُو ہے سپنا تو کوئی اچھی سی تعبیر دکھا
بن کے حسرت میرے اندر نہ اتر خواب مرے

میں محبت کے تعاقب میں نکل آئی ہوں
کھول دے اب تو کوئی پیار کا در خواب مرے

تلخیوں میں مری امرت کا کوئی پیالہ دے
زہر بن کر نہ مرے دل میں اتر خواب مرے

اس طرح جلتی ہوئی دھوپ میں مجھ کو نہ جلا
بن مری راہ میں سائے کا شجر خواب مرے

آج فرحتؔ کے مکاں میں بھی اجالا کر دے
کچھ ملے اس کو ریاضت کا ثمر خواب مرے

خواب خوابِ زندگی کا خواب ہے
کیا انوکھا باب سا یہ باب ہے

مجھ کو دیتا ہے مسرت کی نوید
میرا ہر سپنا بہت نایاب ہے

آنسوؤں کا ہے یہ اک سیلِ رواں
موتیوں کا یا کوئی سیلاب ہے

میری کشتی نذر ہے طوفان کی
نہ کنارے پر ہے نہ غرقاب ہے

بے قراری کو قرار آتا نہیں
دل تجھے پانے کو اب بے تاب ہے

نور سے بھیگا ہوا ہے یہ بدن
میرے اوپر پرتوِ مہتاب ہے

زندگی فرحتؔ کوئی نعمت سہی
زندگی کیا ہے فقط اک خواب ہے

# اک بار محبت کر دیکھیں

اک بار محبت کر دیکھیں
یہ سپنا پورا کر دیکھیں
اک بار محبت کر دیکھیں
ہم بھی اک پیار نگر دیکھیں

سنتے ہیں بڑی رعنائی ہے، یہ پیار کی جو گرمائی ہے
یہ پیار جو اک سودائی ہے یہ عشق جو اک سچائی ہے
موسم اس کا ہرجائی ہے یہ خوشیوں کی شہنائی ہے
اک بار محبت کر دیکھیں
ہم بھی یہ راہ گزر دیکھیں

محبوب کی باتوں کی خوشبو لہجے کی حلاوت کیسی ہے
کیسا یہ نشہ ہے پل بھر کا پی لیں تو ملامت کیسی ہے
ملنے کا مزہ بھی کیسا ہے بچھڑیں تو شکایت کیسی ہے
اک بار محبت کر دیکھیں
جذبات کا اک مندر دیکھیں

سنتے ہیں محبت کے دم سے احساس میں گرمی ہوتی ہے
ہوتی ہے حلاوت لہجے میں پھولوں سی نرمی ہوتی ہے
پلکوں پہ ستارے ہوتے ہیں شبنم کی نمی سی ہوتی ہے
اک بار محبت کر دیکھیں
اک پیار کا ہم بھی گھر دیکھیں

اک پیار محبت کی خاطر یہ پنچھی گانا گاتے ہیں
یہ جھوم کے بادل آتے ہیں اور پیار کا مینہ برساتے ہیں
یہ رقص ہوائیں کرتی ہیں اور سب پتے لہراتے ہیں
اک بار محبت کر دیکھیں
اور پیار میں ہم بھی مر دیکھیں

سنتے ہیں کہ جنت ملتی ہے محبوب کی بانہوں میں آ کر
جذبوں کو حرارت ملتی ہے اک بار پناہوں میں آ کر
ہر ایک ہی دولت ملتی ہے ان پیار کی راہوں میں آ کر
اک بار محبت کر دیکھیں
اور خواب کوئی سندر دیکھیں

سنتے ہیں محبت کے جذبے ہر اک دل کو گرماتے ہیں
جذبات جو بکھریں چہرے پر تو رنگ نئے برساتے ہیں
آنکھوں میں دیپ جو جل جائیں تو سورج کو شرماتے ہیں
اک بار محبت کر دیکھیں
ہم بھی اک سجدہ کر دیکھیں

سنتے ہیں کہ اک الہام ہے یہ اور ایک انوکھا کام ہے یہ
اک عجب ہی لذت ہے اس میں اور ایک انوکھا جام ہے یہ
جو دل کے اندر دیکھو تو اک در ہے انوکھا بام ہے یہ
اک بار محبت کر دیکھیں
محبوب کا ہم بھی در دیکھیں

یہ دل کی دھرتی بنجر ہے اک پیار کا بیج ہی بو لیں ہم
مدت سے جگایا حسرت نے اب پیار کی گود میں سو لیں ہم
اک پھول کی مانند کھِل جائیں شبنم کی طرح سے رو لیں ہم
اک بار محبت کر دیکھیں
ہم بھی اک خواب نگر دیکھیں

سنتے ہیں محبت کے آنسو شبنم سے ستارے بنتے ہیں
چہرے کے دیپ جو جل جائیں تو عجب نظارے بنتے ہیں
جیون کی تنہا راہوں میں بانہوں کے سہارے بنتے ہیں
اک بار محبت کر دیکھیں
اور پیار کی ایک نظر دیکھیں

یہ چاندنی رات بھی آ آ کر تاروں کا جال بچھاتی ہے
اور پیار کی اک اک سرگوشی کوئی گیت انوکھے گاتی ہے
یہ ایک ہے ایسی سرشاری جو روم روم سماتی ہے
اک بار محبت کر دیکھیں
چاہت کا آج اثر دیکھیں

اک بار محبت کا جلوہ اے دوست ہمیں بھی دکھلا دو
اک سبق پڑھا دو الفت کا اور پیار ہمیں بھی سکھلا دو
اک سحر ہی پھونکو جیون میں چاہت سے ہمیں بھی ملوا دو
اک بار محبت کر دیکھیں
اک جام خوشی کا بھر دیکھیں

ایسا یہ نشہ ہے پی لیں تو پھر پینے کی حاجت ہوتی ہے
محبوب کے در پر اک سجدہ صدیوں کی عبادت ہوتی ہے
یہ دل کی ضرورت ہے اس میں اک عجب ہی فرحتؔ ہوتی ہے
اک بار محبت کر دیکھیں
پھولوں سے جھولی بھر دیکھیں

مدت سے مری آنکھ میں کچھ خواب رہے ہیں
دکھ سکھ کے مری نیند میں کچھ باب رہے ہیں

جب جب مری آنکھوں نے کوئی خواب بنے ہیں
اشکوں کے مری آنکھ میں سیلاب رہے ہیں

سچے بھی کئی خواب ہیں جھوٹے بھی کئی خواب
الجھن کے مرے دل میں تو گرداب رہے ہیں

خوابوں میں سفینہ رہا طوفانوں میں گِھر کے
طوفان سفینے میں بھی غرقاب رہے ہیں

خوابوں نے کبھی مجھ کو دلاسا بھی دیا ہے
کچھ خواب مرے واسطے نایاب رہے ہیں

آنکھوں میں بھی فرحتؔ کے کئی رنگ سجے ہیں
اور دل کے بھی موسم مرے شاداب رہے ہیں

کشمکش میں جو رات رہتی ہے
دل پہ اک واردات رہتی ہے

گفتگو جب بھی تجھ سے ہوتی ہے
کوئی الجھی سی بات رہتی ہے

جیت اس کو ہی میں سمجھتی ہوں
جب محبت میں مات رہتی ہے

ہیں یہ زنجیر سے بندھے پاؤں
ہتھکڑی میرے ہاتھ رہتی ہے

جانتی ہوں کہ میں قفس میں ہوں
دل میں میرے یہ بات رہتی ہے

رات کتنی ہی چاندنی ہو مگر
تیرگی میرے ساتھ رہتی ہے

ایسے کٹتی ہے رات فرحتؔ کی
خواب کی اک برات رہتی ہے

# اے مرے مہرباں

بات یہ میری اے میرے ہمدر د سن

تو دکھوں کی مری داستاں پر نہ جا
میرے مسمار خستہ مکاں پر نہ جا
دل میں آباد دردِ نہاں پر نہ جا

میرے شہرِ غریباں کا تو غم نہ کر
اپنی خوشیوں کو میرے لیے کم نہ کر
میری محرومیوں کا بھی ماتم نہ کر

بند ساحل کا ٹوٹا ہوا ہے تو کیا
یہ مقدر جو روٹھا ہوا ہے تو کیا
آج پتوار ٹوٹا ہوا ہے تو کیا

اک نیا دن بھی آخر نکل آئے گا
غم کا سورج بھی اک روز ڈھل جائے گا
غم مسرت میں اک دن بدل جائے گا

غم نہ کر میری کلفت پہ اے مہرباں
دیکھ کر میرا اجڑا ہوا آشیاں
میں تو کانٹوں پہ رہ لوں گی اے باغباں

تو نہ غمگین ہو اے مرے مہرباں!!!
میرے ہمراہ خوابوں کا ہے اک جہاں
مجھ کو دیتا ہے جو منزلوں کا نشاں

میری مقبول ہو جائے گی ہر دعا
مہرباں ہو گا مجھ پر بھی میرا خدا
ایک دن مجھ کو فرحتؔ بھی دے گی صدا

تو نہ غمگین ہو، تو نہ غمگین ہو

اک در بند ہوتا ہے جب تو سو دروازے کھلتے ہیں
کوئی بچھڑ جائے جو اپنا دوست نئے بھی ملتے ہیں

آہستہ آہستہ خوشیاں دل پر دستک دیتی ہیں
ہولے ہولے دل کے سارے زخم پرانے سلتے ہیں

دیکھو تو دنیا میں ہیں پیار کے کیسے بکھرے رنگ
کوئی مدھم مدھم سے تو کچھ گہرے بھی ملتے ہیں

میں نے بھی سپنے دیکھے تھے تم نے بھی کچھ خواب بُنے
دیکھنا آج حقیقت میں یہ سارے سپنے ڈھلتے ہیں

کالی رات گزر جائے گی اور سویرا ہو گا
دیکھنا اک دن راہوں میں کچھ دیپ نئے بھی جلتے ہیں

میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو چاند کے پار اُتارو بھی
ہم تم چاند ستاروں کے سنگ چلتے چلتے چلتے ہیں

فرحتؔ کی آنکھوں میں دیکھو پیار کے دیپ جلے ہیں اب
ہم تم روشن راہوں پر چاہت کے سنگ نکلتے ہیں

کس طرح تعمیر ہو گا گھر گیا ہے جو بکھر
کس طرح میرا کٹے گا زیست کا لمبا سفر

کون آئے گا یہاں اب درد کے طوفان میں
کب ڈھلے گی رات میری اور کب ہو گی سحر

بڑھ رہا ہے میری جانب رات کا یہ اژدھا
چار جانب ہے اندھیرا تیرگی حدِنظر

میں بھی اڑنا چاہتی ہوں دیکھ کر تیری اڑان
کس طرح پرواز ہو کاٹے ہوئے ہیں میرے پر

تیری میری دوستی تو آگ کا طوفان ہے
تجھ کو میرا مشورہ ہے تو نہ طوفاں سے گزر

یہ دعا ہے راہ میں تیری سدا فرحتؔ رہے
تو مری تکلیف کا نہ دوست لے دل پر اثر

# مرے چارہ گر

مرے چارہ گر مرے چارہ گر
یہ مرا تو دل ہے غموں کا گھر
ابھی کوئی زخم بھرا نہیں
مرے درد کی بھی دوا نہیں
مرا آشیاں ہے لٹا ہوا
مری لوٹ آئی ہے ہر صدا
مرا خار خار ہے راستہ
مرے ساتھ تو نہ قدم ملا
مجھے کوئی خواب نہ اب دکھا

کوئی اور گیت نہ اب سنا
ترے راستے میں گلاب ہوں
تری آنکھ میں نہ سراب ہوں
ترے پاس ساری خوشی رہے
تری راہ میں نہ غمی رہے
تجھے فرحتوں کا پیام دوں
میں تجھے جو ایک سلام دوں

معلوم ہے مجھ کو کہ تُو دھوکا ہے مرے خواب
کیوں ایسے مری آنکھ میں اترا ہے مرے خواب

روتی نہیں یہ آنکھ مگر دل ہے سمندر
میں پیاس ہوں گر تو بھی تو صحرا ہے مرے خواب

حسرت کی طرح آنکھ میں تو میری بسا ہے
کیسا یہ ترا میرا بھی رشتہ ہے مرے خواب

رہتا ہے مری آنکھ میں تو بن کے محبت
تو میرے لیے پیار کا دریا ہے مرے خواب

فرحتؔ کبھی دیتا ہے تو دیتا ہے اداسی
جذبات کا تو میرے کہ چشمہ ہے مرے خواب

مجھ کو فرحتؔ کب ملے گی، کب ملے گی روشنی
کب سحر ہوگی مری اور کب ہٹے گی تیرگی

مجھ کو بتلاؤ نجومی کب ملے گی اک خوشی
کب حقیقت میں ڈھلے گی خواب سی یہ زندگی

میرے ہاتھوں کی لکیروں میں بتا لکھا ہے کیا
میری قسمت کب کھلے گی کب ملے گی روشنی

اپنی قسمت سے میں لڑتی آئی ہوں اک عمر سے
رات کے لمبے سفر میں میں رہی ہوں جاگتی

اے نجومی یہ بتاؤ وہ ملے گا کب ، کہاں
کب تلک میں ہی رہوں گی اس کے پیچھے بھاگتی

میری تنہائی کے بادل کب چھٹیں گے یہ بتا
محفلیں مجھ کو ملیں گی یہ بتا دو کب نئی

یہ بتاؤ آبلہ پائی رہے گی کب تلک
کب بجھے گی پیاس میری کب مٹے گی تشنگی

# ہے کوئی شخص جو......

میری تاریکیوں میں اجالا کرے
مجھ میں چاہت کا جذبہ دوبالا کرے
میرے چہرے کو خوشیوں سے رنگیں کرے
میرے خوابوں کو آ کے جو سچا کرے
مجھ کو معلوم ہے مجھ کو معلوم ہے
زندگی اس طرح سے بھی کٹ جائے گی
بیل کانٹوں کی دل سے لپٹ جائے گی
ہر خوشی آتے آتے پلٹ جائے گی
راس آئیں گی مجھ کو نہ رنگینیاں

مجھ کو تڑپائیں گی میری محرومیاں
عمر بھر ساتھ ہوں گی یہ بے چینیاں
گر کوئی ساتھ دے
راہ آسان ہو
میرے جینے کا بھی کوئی سامان ہو
اک خوشی کاش میری بھی مہمان ہو
آج خوشیوں کی بھی مجھ کو پہچان ہو

نہ روشنی سحر کی تھی نہ رات کی تھی چاندنی
کچھ اس طرح کٹی ہے میری خواب خواب زندگی

مرے چراغ اس طرح سے رات بھر بجھے رہے
نہ شمع ہی جلی مری نہ تھی دیے میں روشنی

بجھا بجھا سا دل رہا مری یہ آنکھ نم رہی
بتاؤں کیا کہ کس طرح مِٹی مِٹی رہی خوشی

شبِ فراق چل رہی تھی میرے ساتھ ہی
تری تلاش میں رہی سفر کی خاک چھانتی

مرے وجود سے خزاں لپٹ گئی تھی اس طرح
نہ رنگ تھا بہار میں نہ پھول میں تھی تازگی

نہ فرحتیں تھیں شام کی نہ راحتیں تھیں رات کی
کہ میرے چار سو رہی تھی رات کیسی خامشی

جب سے ملی ہے نیند میں یہ خواب خواب زندگی
چہرے پہ میرے دلکشی آنکھوں میں بھی ہے روشنی

دل میں اداسی بھی نہیں یہ روح پیاسی بھی نہیں
اشکوں کی نہ برسات ہے پلکوں پہ نہ کوئی نمی

وہ زخم گہرا بھی نہیں غم کا وہ پھیرا بھی نہیں
اُس کے کرم سے مل گئی مجھ کو زمانے کی خوشی

بجھتا ہوا چہرہ نہیں تپتا ہوا صحرا نہیں
اب تو راہوں میں بچھی ہے تازگی ہی تازگی

دن کا اجالا ساتھ ہے ہاتھوں میں تیرا ہاتھ ہے
نہ پیار کی ہے اب کمی نہ دل میں ہے کوئی غمی

فرحتؔ مرے اب پاس ہے مجھ کو خوشی بھی راس ہے
ساحل مرے جو ساتھ ہے مجھ کو نہیں ہے تشنگی

# مسرت کی نوا

نہ گلزار ہوتے تھے راہوں میں میری
نہ پھولوں کے گجرے تھے بانہوں میں میری
بہاریں مری مجھ سے روٹھی ہوئی تھیں
مری کشتیاں آج ٹوٹی ہوئی تھیں
نہ ہاتھوں میں گجرا نہ پیروں میں پائل
کہ کانٹوں سے میں ہوتی جاتی تھی گھائل
نہ پہنا ہوا تھا خوشی کا لبادہ
مرے دل کا موسم بھی رہتا تھا سادہ
نہ میں نے محبت کے گیتوں کو گایا
نہ جشنِ محبت تھا میں نے منایا
نہ دیکھا تھا میں نے کوئی خواب سندر

میرا دل تھا گویا دکھوں کا سمندر
کسی نے نہ آکر یہ آنسو چنے تھے
نہ سر تھا یہ سجدے سے میں نے اٹھا یا
یکا یک عجب واقعہ سا ہوا ہے
کہ تو آکے میرا مسیحا ہوا ہے
مجھے قطرہ قطرہ دوا دے رہا ہے
مسرت کی مجھ کو نوا دے رہا ہے
مجھے چاہتوں کا خدا دے رہا ہے
محبت کا موسم جدا دے رہا ہے
مرے مسئلے کچھ سلجھنے لگے ہیں
مرے دن بھی آخر بدلنے لگے ہیں
کہ فرحتؔ مرے پاس آنے لگی ہے
محبت مجھے راس آنے لگی ہے

ترے پیار میں مجھے جانِ جاں یہ نشہ ملا ہے عجیب سا
ترے میرے پیار کا اے صنم کوئی سلسلہ ہے عجیب سا

میری بجھ گئی ہے یہ تشنگی مرے دل کو پیاس نہیں رہی
مرے راستوں میں سراب کا کوئی سلسلہ ہے عجیب سا

وہی آبلے مرے پاؤں میں وہی ہیں جنون کے سلسلے
ترے عشق کا مرے پیار کا کوئی واقعہ ہے عجیب سا

مجھے خواب بن کے ملا ہے تو نہیں تو ہوا مرے رُو برو
تیرا نقش جو نہ بنا سکا کوئی آئینہ ہے عجیب سا

میں رہی جو تیرے حضور میں میرا جسم بھیگا ہے نور میں
مرے دل کے گھر میں ہے روشنی کہ دیا جلا ہے عجیب سا

مرے ساتھ ساتھ رہا تھا غم میری آنکھ بھی جو رہی تھی نم
مرے جسم میں مری روح میں غمِ کربلا ہے عجیب سا

مجھے جو بھی فرحتِ دل ملی مرے ساتھ ساتھ رہی غمی
مرے غم کے ساتھ مسرتوں کا معاملہ ہے عجیب سا

آپ سے جانے کیسا تعلق ہوا
کہ محبت کا ہونے لگا سلسلہ

اس طرح خواب میرے حقیقت بنے
کہ مجھے چاہتوں کا خزانہ ملا

زندگی آپ کی بھی حسیں ہوگئی
گر میرا خوبصورت فسانہ ہوا

بے کلی مٹ گئی مل گیا ہے سکوں
بے قراری کو میری قرار آ گیا

میرے سجدوں میں شامل ہوئے آپ بھی
آپ کے نام ہونے لگی ہر دعا

میں تو پیاسی تھی سیراب ہونے لگی
آپ کے پیار کا جب سمندر بہا

میرے غم کے یہ بادل بھی چھٹنے لگے
دل خوشی سے بھی ہونے لگا آشنا

مجھ کو فرحتؔ ملی آپ کے پیار کی
مہرباں مجھ پہ ہونے لگا ہے خدا

## گر پیار ترا مجھ کو۔۔۔

گر پیار ترا مجھ کو نہ ملتا مرے ساجن
رہتا مرا تاریکی میں ڈوبا ہوا آنگن

ہوتا نہ اجالا بھی مری روح کے اندر
اور نور سے بھیگا میرا ہوتا نہ یہ دامن

صحراؤں کی اس دھوپ میں جلتے میرے پاؤں
ہستی میری جل جاتی تو جل جاتا یہ خرمن

کرنیں مجھے یہ صبح کا پیغام نہ دیتیں
سورج کی شعاؤں سے نہ یہ بھیگتا تن من

چاہت کی بھی دولت مجھے ہوتی نہ میسر
آئینے میں دل کے ترے ہوتے ہی نہ درشن

نہ خواب مرے آج حقیقت میں بدلتے
کھلتی نہ مری نیند میں خوابوں کی یہ چلمن

فرحتؔ بھی نہ ملتی مجھے ملتی ہی نہ چاہت
اور خالی ترے پیار سے رہتا مرا دامن

گر پیار ترا مجھ کو نہ ملتا مرے ساجن

دل کا یہ درد رک گیا ہے اب
میری جانب جو تو جھکا ہے اب

میری آنکھوں میں کوئی خواب نہ تھا
میرا خوابوں سے رابطہ ہے اب

بھر نہ پایا تھا جو کہ مدت سے
زخم وہ مندمل ہوا ہے اب

اپنی کشتی سنبھال لوں جانے
ایک طوفان سا اُٹھا ہے اب

میرے سارے دیے بجھے سے تھے
دل کا لیکن دیا جلا ہے اب

میرے سجدوں میں ہے اثر شاید
مجھ سے راضی مرا خدا ہے اب

جو مرے ساتھ ساتھ چلتا تھا
غم کا سایہ جدا ہوا ہے اب

راہیں مشکل گزر گئیں فرحتؔ
میرا آسان راستہ ہے اب

زہر پیا ہے برسوں ہی پر امرت پہلی بار
میں نے دیکھی ہے دنیا میں چاہت پہلی بار

رہتے ہیں کچھ سندر سپنے آنکھوں میں ہر آن
ملی ہے مجھ کو خوابوں کی یہ دولت پہلی بار

پہلی بار ملا ہے کوئی مجھ کو تیرے جیسا
تیرے پیار کی پائی ہے یہ جنت پہلی بار

پہلی بار جلا ہے میرے دل میں پیار کا دیپ
تاریکی کے رستوں میں ہے ثروت پہلی بار

تیری صورت میں دیکھا ہے میں نے رب کا روپ
میں نے پائی ہے سجدوں میں لذت پہلی بار

پہلی بار ہے فرحتؔ پائی میں نے پائی راحت
تیرے پیار میں میں نے دیکھی شدت پہلی بار

# ہم تم

ٹمٹماتے ہوئے یہ دیپ تو مدہم ہوں گے
شام کے بعد اندھیرے بھی تو جانم ہوں گے
تیرگی جب بھی بڑھے گی تو کئی غم ہوں گے
ساتھ تم میرے چلو گے تو یہ ڈر کم ہوں گے
وصل کے پل بھی مرے واسطے مرہم ہوں گے
اس طرح میری اداسی کے نہ ماتم ہوں گے
اس طرح شام کے سائے بھی نہ برہم ہوں گے
اس طرح غم کے یہ سائے بھی تو مدہم ہوں گے
اس طرح روح کے رشتے میں بندھیں گے ہم تم
اس طرح مل کے سدا ساتھ رہیں گے ہم تم

نہ بچھڑنے کا ہی ڈر ہوگا نہ کچھ غم ہوں گے
زندگی بھر کے لیے ساتھ میں ہم تم ہوں گے
نہ جدا ہوں گے نہ اس بھیڑ میں ہم گم ہوں گے
پھر محبت پہ ہماری نہ زوال آئیگا
پھر بچھڑنے کا نہ ہم تم کو خیال آئیگا

میں ہوں دیوی تو دیوتا تو ہے
دل کے مندر میں اب سجا تو ہے

میرے خوابوں میں رنگ تیرا ہے
میری جنت کا راستہ تو ہے

تیرے بن جینا تو ادھورا تھا
ہوں مکمل کہ جو ملا تو ہے

تیرے بارے ہی سوچتی ہوں میں
پیار سے مجھ کو دیکھتا تو ہے

منزلوں سے بھٹک گئی تھی میں
میری منزل کا اب پتا تو ہے

تو ہی ہے راستوں کا میرے نشاں
تو ہی منزل ہے قافلہ تو ہے

رات جب جب سیاہ ہوتی ہے
جگمگاتا سا اک دیا تو ہے

تو نہ آتا اگر میں مر جاتی
میرے جینے کا آسرا تو ہے

تحفہء خاص ہے تو میرے لئے
میرے ہی واسطے بنا تو ہے

تو ہی ہے سائبان فرحتؔ کا
تو مسیحا ہے اب دوا تو ہے

ہے فلک پر چاند، دھرتی پر ہے بکھری چاندنی
راہ میں میری ہے کیسی نور کی چادر بچھی

آپ آئے تو اُجالا میری راہوں میں ہوا
ورنہ راہوں میں مری تھی تیرگی ہی تیرگی

اِن اندھیروں میں بسا رہتا تھا میرا یہ مکاں
تھا مرے آنگن میں تارا نہ دیے کی روشنی

نہ کوئی جگنو چمکتا نہ کوئی سپنا حسیں
رات کے ایسے سفر میں مَیں نے کاٹی زندگی

دل کے موسم پر خزاں چھائی رہی تھی عمر بھر
عمر بھر میرے رہی تھی چار جانب اک غمی

آپ آئے زندگی میں میری فرحتؔ کے لئے
آپ کی چاہت کی مجھ کو مل گئی ہے تازگی

# پیار تو پیار ہے

پیار تو پیار ہے یہ رشتۂ بے نام نہیں
یہ عبادت ہے کوئی اس سے بڑا کام نہیں

پیار سچا ہو اگر رب سے ملا دیتا ہے
پیار سورج ہے جو روحوں کو جِلا دیتا ہے
دل کے صحراؤں میں بھی پھول کھلا دیتا ہے
دل میں ہو درد تو آتا کوئی الزام نہیں
یہ عبادت ہے کوئی اس سے بڑا کام نہیں

پیار اکسیر ہے تریاق ہے یہ زہر نہیں
پیار جنت ہے محبت ہے کوئی قہر نہیں
کوئی نفرت سے بسایا ہوا یہ شہر نہیں
پیار امرت ہے کوئی زہر کا یہ جام نہیں
یہ عبادت ہے کوئی اس سے بڑا کام نہیں

کچھ تو فرحتؔ کو ملے پیار سے تیرے حصہ
جس کی کرنوں سے منور ہو مرا بھی چہرہ
پیار روحوں کا ہے سنگم کہ ہے سچا رشتہ
دل پہ لکھا ہوا جھوٹا کوئی الہام نہیں
یہ عبادت ہے کوئی اس سے بڑا کام نہیں

ویسے تو زندگی میں طوفان کم نہیں
لیکن یہ میری آنکھ بھی حیران کم نہیں

منسوب تیرا نام نہیں میرے نام سے
چاہت پہ تیری مجھ کو مگر مان کم نہیں

اس واسطے عزیز ہے مجھ کو یہ میری نیند
خوابوں کا میری نیند میں سامان کم نہیں

تو میرا زندگی میں جو ہو کر نہیں رہا
مجھ کو یقین تجھ پہ مگر جان کم نہیں

جانے یہ کیسے عہد میں جکڑے گئے ہیں ہم
کہ تیرے میرے بیچ یہ پیمان کم نہیں

میں تیرے دل کے واسطے فرحتؔ سہی مگر
تو بھی مری خوشی کا نگہبان کم نہیں

امید ہوں تیری میں ترے دل کی خوشی ہوں
قندیلِ وفا بن کے میں راہوں میں کھڑی ہوں

تیری ہوں ازل سے مگر اب تجھ کو ملی ہوں
میں روشنی بن کر تری آنکھوں میں رہی ہوں

میں ایک حقیقت ہوں کوئی خواب نہیں ہوں
میں صورتِ تصویر ترے دل میں سجی ہوں

پتھر نہ مجھے جان میں ہیرا ہوں مری جان
ہیرے کی طرح تیری انگوٹھی میں جڑی ہوں

جسموں کا نہیں روحوں کا سنگم ہے یہ جاناں
میں تجھ سے کسی روح کے رشتے میں بندھی ہوں

فرحتؔ نے تجھے ہاتھ کی ریکھا میں ہے دیکھا
تیرے لئے میں اپنے مقدر سے لڑی ہوں

# چاہت کا موسم

کبھی رَاہ میں میری پتھر پڑے تھے
کبھی میری پلکوں پہ آنسو جڑے تھے

عجب کشمکش میں مری زندگی تھی
کہ رُوٹھی ہوئی مجھ سے میری خوشی تھی

کبھی مجھ کو ہر خواب لگتا تھا جھوٹا
مجھے لگ رہا تھا وجود اپنا ٹوٹا

میری آنکھ نم تھی مرا دل تھا پیاسا
نہیں تھا محبت کا مجھ کو دلاسا

میں پیاسی تھی اور دل میں صحرا بڑا تھا
مرے سامنے پر سمندر پڑا تھا

مگر میرے رستے بدلنے لگے ہیں
سمندر مرے ساتھ چلنے لگے ہیں

مجھے چاند نے روشنی بخش دی ہے
کہ کرنوں نے اب دلکشی بخش دی ہے

خوشی سے یہ چہرہ دمکنے لگا ہے
تو چاہت کا موسم بدلنے لگا ہے

عجب سا نشہ ہے عجب راستہ ہے
انوکھا محبت کا ہر واقعہ ہے

کہ فرحتؔ بھی مجھ پر برسنے لگی ہے
مری آج قسمت سنورنے لگی ہے

اپنی چاہت کا مرے واسطے دریا لاؤ
عید کا دن ہے کوئی پیار کا تحفہ لاؤ

دیکھ کر جس کو اجالا مرے اندر ہوگا
تم مرے سامنے وہ چاند سا چہرہ لاؤ

اجنبی بن کے مری راہ سے یوں نہ گزرو
راستے میں مرے اس طرح نہ صحرا لاؤ

لاؤ برسات کی خوشبو کا مہکتا صندل
پیار کے رنگ سے رنگی کوئی برکھا لاؤ

اپنی چاہت میں ڈبو کر مجھے خط ہی لکھو
لکھ کے کاغذ پہ محبت بھرا جملہ لاؤ

پیار کا مجھ کو کوئی خواب سہانا دے کر
میرے دل میں کوئی اجلا سا سویرا لاؤ

روشنی بن کے مری روح کو روشن کر دو
ایک تارا میری راہوں میں چمکتا لاؤ

اپنے ہاتھوں مری قسمت کو سنہرا کر دو
آج میرے لیے فرحتؔ کا لبادہ لاؤ

ٹھہرا نہیں ہے درد مسیحا نہیں ملا
جیسے کہ میری پیاس کو دریا نہیں ملا

دن رات دیکھتی ہوں میں سپنے جو بیشمار
کیسے کہوں کہ نیند کو سپنا نہیں ملا

دیکھا ہے میں نے کینہ و نفرت جگہ جگہ
کوئی بھی دل کا صاف سا شیشہ نہیں ملا

اک اجنبی سا دیس ہے اور اجنبی سے لوگ
اس میں کوئی بھی مجھ کو شناسا نہیں ملا

ایسی چلی ہوا مرے مدہم رہے چراغ
بس روشنی کا رنگ ہی گہرا نہیں ملا

مجھ کو ہے یہ ملال کہ دل کو نہ کیوں مرے
اب تک تمہارے پیار کا تحفہ نہیں ملا

میں نے غموں کا کھیل ہی دیکھا جگہ جگہ
خوشیوں کا مجھ کو کوئی تماشا نہیں ملا

دنیا کے اس ہجوم میں فرحتؔ کبھی مجھے
میری طرح کہیں کوئی تنہا نہیں ملا

# تحفۂ الفت

قسمت نے عجب معجزہ ہے مجھ کو دکھایا
تو نے مجھے قسمت کی لکیروں میں بسایا

آیا ہے ترا تحفۂ الفت یہ مرے نام
لکھا ہے مرے نام پہ چاہت کا یہ پیغام
کہ پیار سے اچھا نہیں دنیا میں کوئی کام
میں نے بھی ترے سائے میں آرام ہے پایا
تو نے مجھے قسمت کی لکیروں میں بسایا

بھیجا ہے جو لفظوں میں سمویا ہوا تحفہ
چاہت کے نگینوں میں پرویا ہوا تحفہ
جذبات کے رنگوں میں ڈبویا ہوا تحفہ
ہر لفظ نے چاہت کا مجھے گیت سنایا
تو نے مجھے قسمت کی لکیروں میں بسایا

بھیجی ہیں بہت تو نے مرے نام دعائیں
پیاری ہیں بہت تیری یہ معصوم ادائیں
پہنائی ہیں لفظوں کو حسیں تو نے قبائیں
ہر خار ہے تو نے مرے رستے کا ہٹایا
تو نے مجھے قسمت کی لکیروں میں بسایا

دلکش ترے الفاظ ہیں دلکش ترا تحفہ
دکھتا ہے ترے پیار کا جس میں مجھے چہرہ
بہتا ہے ہر اک لفظ میں اک پیار کا دریا
کیسا ہے یہ اک جام نشہ مجھ پہ ہے چھایا
تو نے مجھے قسمت کی لکیروں میں بسایا

میری یہ دعا ہے کہ ملے تم کو بھی فرحتؔ
مل جائے خوشی تم کو ملے تم کو بھی راحت
تم کو بھی ملے پیار کی چاہت کی یہ دولت
میرے لیے اک تاج محل تو نے بنایا
تو نے مجھے قسمت کی لکیروں میں بسایا

پہلے ہلالِ عید تو ایسا نیا نہ تھا
پہلے تو چاند رات میں ایسا نشہ نہ تھا

شب میں نہ میرے ساتھ تھا تاروں کا یہ ہجوم
تنہا تھی میرے ساتھ کوئی دوسرا نہ تھا

لمحاتِ عید میں نے گزارے تو ہیں مگر
منظر کسی بھی عید کا ایسا بھلا نہ تھا

چاہت کی روشنی تھی نہ تو ساتھ تھا مرے
پہلے تو میرے دل میں اجالا ہوا نہ تھا

پہلے کسی نے پیار سے دیکھا نہ تھا مجھے
پہلے کہ زندگی میں مجھے تو ملا نہ تھا

پہلے نہیں تھی زندگی رنگین اس طرح
پہلے تو میری عید کا ایسا مزہ نہ تھا

فرحتؔ کو چاہتوں کی ملی ہی نہ تھی مراد
پہلے محبتوں کا کوئی سلسلہ نہ تھا

میں ہوں گر ماہ ، تُو ماہِ کامل رہے
یہ سبھی چاند تاروں کی محفل رہے

نہ ہوں گرداب نہ ہوں بھنور بیچ میں
میں سمندر ہوں تو میرا ساحل رہے

دور ہو کر بھی نہ ہوں کبھی دُوریاں
دور ہو کر بھی نزدیک منزل رہے

مجھ پہ تیری محبت کا سایہ جو ہے
تیری الفت سے بھرپور یہ دل رہے

اپنی ساری وفائیں مجھے بخش دے
میرا دل تیری چاہت کے قابل رہے

عمر بھر تجھ پہ ایسا بھروسہ کروں
تجھ پہ مجھ کو یقیں جو کہ کامل رہے

تیری ساری مصیبت میں خود پر سہوں
دل ترے واسطے میرا بسمل رہے

پیار میں اس طرح سے ہوں سرشاریاں
مجھ پہ تیری محبت کا آنچل رہے

چاندنی میرے دل میں اجالا کرے
گرمی آنکھ میں خواب جھلمل رہے

مجھ کو مل جائے فرحتؔ ترے پیار کی
میرا دل تیری الفت کا سائل رہے

## اس طرح تم کو ہم نے چاہا ہے

تم کو خوابوں میں روز دیکھا ہے
ہم نے دل میں تمہیں بسایا ہے
اس طرح ہم نے تم کو چاہا ہے
پیاس جیسے کسی سمندر کو
جس طرح راستہ مسافر کو
قافلہ چاہتا ہے راہبر کو
جس طرح جوگی اپنے مندر کو
منزلیں جس طرح سکندر کو
اس طرح پیار ہے ہمیں تم سے

جس طرح روشنی ہو اندر کو
اور اجالا ہوا ہو باہر کو
اجنبی لوٹ آئے پھر گھر کو
نہ کہیں جائے پھر گھڑی بھر کو
زندگی اس طرح سے رک جائے
کہ جدا تیرا میرا نام نہ ہو
چاہتوں کا سفر تمام نہ ہو
صبح ہو جائے اور شام نہ ہو
اب ادھورا کوئی پیام نہ ہو
سر یہ سجدے میں آج جھک جائے
زندگی اس طرح سے رُک جائے

مری چاہتوں کا دیا جلا اِسی ماہ میں اِسی سال میں
مرے ہمنوا ! مرے پاس آ ، اِسی ماہ میں اسی سال میں

یہ اداس سی مری زندگی نہ ملی تھی کوئی مجھے خوشی
مجھے دے خوشی کا کوئی پتہ ، اسی ماہ میں اسی سال میں

مری شام شام ہے زندگی ، مری تیرگی بھی نہیں ڈھلی
مرے راستوں میں دیا جلا، اسی ماہ میں اسی سال میں

مرے دل میں ہیں جو سراب سے تو بسے ہیں آنکھ میں خواب سے
میری راہ میں تو گلاب لا ، اسی ماہ میں اسی سال میں

تجھے مرے پیار کا واسطہ کہ دکھا مجھے کوئی راستہ
تو دکھا مجھے کوئی معجزہ ، اسی ماہ میں اسی سال میں

ترے مرے بیچ صنم ہیں کیوں کئی فاصلے کئی دوریاں
انہی دوریوں کو ابھی مٹا اسی ماہ میں اسی سال میں

مجھے کوئی فرحتِ دل ملے کوئی پھول دل میں مرے کھلے
تو گلاب دل کا مرے کھِلا اسی ماہ میں اسی سال میں

تو جو میرا ہے مجھے دور سے ملتا کیوں ہے
گر تو سورج ہے تو پھر کم ہی نکلتا کیوں ہے

تو ہے گر چاند تو کیوں صبح تلک ساتھ نہیں
اس قدر جلد مرے چاند تو ڈھلتا کیوں ہے

تُو اگر ساتھ نہیں میرا ستارہ بن کر
تو مرے دل کے اندھیروں میں مچلتا کیوں ہے

میرے دل میں تری چاہت کا اگر خواب نہیں
تو محبت کا دیا راہ میں جلتا کیوں ہے

گر ترے ہاتھ مسیحائی نہیں میرے لیے
پھر ترے خیال سے دل میرا سنبھلتا کیوں ہے

کیوں ٹھہر جاتی ہے دھڑکن بھی ترے آنے سے
در ترے واسطے چاہت کا یہ کھُلتا کیوں ہے

کیوں چلی آئی ہے فرحتؔ تری ہمراہی میں
دل یہ خوشیوں کا لبادہ بھی بدلتا کیوں ہے

# مس کال۔۔۔miss call

مجھ کو اپنی محبت کی اک ڈھال دو
دوست میرے مجھے ایک مس کال دو

اک محبت کا کوئی اشارہ ملے
ایک دریا کا کوئی کنارہ ملے
پیار کا کوئی اک استعارہ ملے
مجھ کو خوشیوں کا ایسا کوئی مال دو
دوست میرے مجھے ایک مس کال دو

وقت تو اک پرندہ ہے اُڑ جائیگا
آسماں پر یہ پھر جاکے جُڑ جائیگا
جانے کس راستے پہ یہ مڑ جائیگا
اڑتے پنچھی کو روکو کوئی جال دو
دوست میرے مجھے ایک مس کال دو

کال تیری مجھے پھر ستاتی رہے
مجھ کو دیوانہ آ کر بناتی رہے
ہر گھڑی یاد تیری جو آتی رہے
ہر گھڑی ہی محبت کی اک فال دو
دوست میرے مجھے ایک مس کال دو

کال کافی ہے میری خوشی کے لیے
اک سمندر ہے یہ اک ندی کے لیے
پیار اس میں بہت ہے ہنسی کے لیے
عمر کے اپنے سارے مہ و سال دو
دوست میرے مجھے ایک مس کال دو

پیار کا یہ سمندر ہے بہتا رہے
ایک سورج یہاں آکے رہتا رہے
ایک خاموش سنگیت کہتا رہے
مجھ کو مستی بھری کوئی اک کال دو
دوست میرے مجھے ایک مس کال دو

اک انوکھا تجربہ ہے مس کال میں
پیار کا ایک حربہ ہے مس کال میں
اک محبت کا جذبہ ہے مس کال میں
میری سوچوں میں رنگینیاں پال دو
دوست میرے مجھے ایک مس کال دو

سارے جذبوں کی اس میں ہی تاثیر ہے
اور اس میں چھپی تیری تصویر ہے
اک میرے نام پر تیری تحریر ہے
مجھ کو ماضی مرا اور مرا حال دو
دوست میرے مجھے ایک مس کال دو

کچھ نہ منہ سے کہو ایک مس کال دو
درد اب نہ سہو ایک مس کال دو
یونہی اب چپ رہو ایک مس کال دو
اس محبت کو اب اک نئی چال دو
دوست میرے مجھے ایک مس کال دو

میری آنکھوں میں فرحتؔ کا سپنا نہیں
اجنبی شہر ہے کوئی اپنا نہیں
پیڑ خوشیوں کا ایسے پنپتا نہیں
میرے افکار کو خواب میں ڈھال دو
دوست میرے مجھے ایک مس کال دو

کیسی خوشیوں بھری میری وہ رات تھی
بوجھ لی تو نے دل کی مری بات تھی

عید کا دن نہ تھا عید تھی پر مری
چاندنی تھی بچھی رات شب رات تھی

شب کی تاریکیوں میں تھی اک دلکشی
میری شب میں جوخوابوں کی بارات تھی

میرے پاؤں بھی کانٹوں سے زخمی نہ تھے
کیسی پھولوں کی مجھ پر وہ برسات تھی

تیرگی مجھ کو حیرت سے تکتی رہی
تھا وہ کیا ماجرا جانے کیا بات تھی

مجھ کو خدشوں نے آ کر ڈرایا نہ تھا
جیسے تیری محبت مرے ساتھ تھی

میرے دل میں وہ کیسی تھی فرحتؔ بسی
بس کہ دنیا کی دولت مرے ہاتھ تھی

دھڑکنوں کا دھڑکن سے رابطہ رہا شب بھر
روح کے تصادم کا واقعہ رہا شب بھر

خواب کے جزیرے پر وصل کی تمنا میں
چاند اک چکوری کو دیکھتا رہا شب بھر

کل عجیب موسم تھا کل عجیب سی رُت تھی
اک طویل باتوں کا سلسلہ رہا شب بھر

خامشی کا موسم تھا سانس بات کرتی تھی
دل سے دل ملانے کا سانحہ رہا شب بھر

وصل کا نشہ سا تھا خوف تھا جدائی کا
چاہتوں میں تھوڑا سا کچھ گلہ رہا شب بھر

شب میں آج فرحتؔ نے بھی مراد پائی تھی
پیار کا انوکھا اک گیت سا رہا شب بھر

# مجھ کو تم نیند سے اٹھا دینا

اس سے پہلے کہ شب گزر جائے
اس سے پہلے نشہ اتر جائے
خواب کوئی مرا بکھر جائے

شام سے پہلے شام ہو جائے
اس سے پہلے نصیب سو جائے
کوئی منزل نہ آج کھو جائے

اس سے پہلے کہ عمر ڈھل جائے
ہر خوشی راستہ بدل جائے
جان ہی جسم سے نکل جائے

مجھ کو اس نیند سے اٹھا دینا
آنکھ میں خواب سا جگا دینا
اک دیا راہ میں جلا دینا

اپنی چاہت کا آئینہ دینا
پیار کرنے کی اک ادا دینا
اپنے دل میں کوئی جگہ دینا

صبح دم گیت سا سنا دینا
راستوں کو مرے سجا دینا
مجھ کو جانم نہ اب سزا دینا

بن کے فرحتؔ بسو مرے دل میں
دیپ بن کر جلو مرے دل میں
عمر بھر کو رہو مرے دل میں

اس سے پہلے کہ شب گزر جائے
مجھ کو تم نیند سے اُٹھا دینا

تیرے میرے پیار کا یہ سلسلہ اچھا لگا
کوئی پیارا درد دل میں جاگتا اچھا لگا

چاند کو مٹھی میں لے لینے کی خواہش پال کر
چاند کی جانب یہ بچہ بھاگتا اچھا لگا

جب مرے خوابوں میں اجلی سی شبیہہ بننے لگی
اپنے خوابوں کا چمکتا آئینہ اچھا لگا

تیری ہستی میں بظاہر تو نہیں کوئی کشش
مجھ سے یہ مت پوچھ مجھ کو تجھ میں کیا اچھا لگا

مجھ سے میری خامشی میں جب ہوا تو ہمکلام
گفتگو دل پر لگی لہجہ ترا اچھا لگا

اپنے ماضی سے نکل پاتا نہیں ہے آدمی
وقت انساں کو ہمیشہ ہی گیا اچھا لگا

شہر کے اونچے مکانوں کا اندھیرا دیکھ کر
اپنے کچے سے مکاں کا ہی دیا اچھا لگا

تیری باتوں سے مجھے فرحتؔ ملی راحت ملی
مجھ کو اپنے شہر دل میں تو بسا اچھا لگا

تُو ملا کر نہ خواب کی صورت
نہ مجھے مل سراب کی صورت

اس میں لکھی ہیں حسرتیں میری
میرا دل ہے کتاب کی صورت

زندگی کی یہی حقیقت ہے
پانیوں میں حباب کی صورت

میں نے دیکھی ہے تیری صورت میں
ایک کھِلتے گلاب کی صورت

میرے حالات اس طرح بدلے
اک نئے انقلاب کی صورت

نشہ بڑھتا رہا طلب بھی بڑھی
تیری چاہت شراب کی صورت

میں ادھورا ہوں باب فرحتؔ کا
زندگی میری خواب کی صورت

# مجھ کو کس کس روپ میں دیکھا

نیلا آنچل سر پر اوڑھے
تم نے خواب میں دیکھا مجھ کو
سرخ دوپٹے کے ہالے میں
رنگ برنگے دوشالے میں
دِکھتی ہوں میں روپ کی رانی
تم کو دِکھتی ہوں میں دیوی
تم کو ایک پری لگتی ہوں
تم کو لگتی ہوں شہزادی
مجھ کو کس کس روپ میں دیکھا
تم نے خواب کی دھوپ میں دیکھا
تم کو کیا بتلاؤں جاناں

نہ میں حسن کی دیوی جیسی

نہ رانی ہوں نہ شہزادی

چاند سا چہرہ

حسن کا پہرا

رنگ سنہرا

میرے پاس نہیں ہے کچھ بھی

کچھ تو میرے پاس نہیں ہے

چاندنی میرے سنگ نہیں ہے

سونے جیسا رنگ نہیں ہے

پریوں جیسا ڈھنگ نہیں ہے

خوشیوں کا آہنگ نہیں ہے

اوڑھ رکھی ہے چادر کالی

میری آنکھوں میں ہے لالی

دل کی بستی خالی خالی

تم نے ہے کس روپ میں دیکھا

آسماں جو ستاروں سے جھلمل سا ہے
شب کا موسم بڑا آج قاتل سا ہے

یہ عجب الجھنوں کا ہے اک جال سا
جانے کیوں دل مرا آج بسمل سا ہے

میری آنکھوں میں چاہت کا منظر نہیں
میرے دل کو مگر خواب حاصل سا ہے

کیسی اک بے قراری ہے اس میں بسی
کس قدر بے سکوں آج یہ دل سا ہے

اب تلک میری راہوں میں کانٹے سے ہیں
پیار کا راستہ ہے کہ مشکل سا ہے

خوب صورت بہت ہے یہ چاہت مگر
درد کچھ کچھ محبت میں شامل سا ہے

لگ رہا ہے نہیں کوئی فرحتؔ اسے
میرا دل تیری دنیا سے بد دل سا ہے

تجھ سے ملنے کو یہ بیتاب سا رہتا ہے دل
تو کسی شام مرے چاند مری چھت سے نکل

میرے آنچل میں کسی روز ستارے بھر دے
آس ٹوٹے نہ کہیں رات نہ جائے یہ ڈھل

دل میں سپنوں کا کوئی جال بُنا رہتا ہے
ہے میری نیند میں خوابوں کا گھنیرا جنگل

اس سے پہلے کہ رکیں تیرے قدم میرے صنم
میرے قدموں سے ملا کر تُو قدم ساتھ تو چل

وقت کے ڈھلتے ہوئے سائے ڈراتے ہیں مجھے
ہے مجھے خوف کہ تو رستہ ہی جائے نہ بدل

اک نہ اک دن تری فرحتؔ بھی تو پائے گی مراد
سر پہ جب ہو گا ترے پیار کا پیارا آنچل

# ایسی محبت مت دو

جانِ فرحت! مجھے تم ایسی محبت مت دو
دلِ وحشی کو کوئی ایسی تو وحشت مت دو
درد بڑھ جائے مرا ایسا نہ تم ظلم کرو
دم نکل جائے مرا جس سے وہ الفت مت دو

آنکھ صحراؤں کی مانند ہے تالاب نہیں
آج تک دل میرا چاہت سے بھی سیراب نہیں
میری آنکھوں میں محبت کا کوئی خواب نہیں
غم کو سہنے کی مرے دل کو کوئی تاب نہیں

کسی فرقت کی مرے دل کو تو حسرت مت دو
دم نکل جائے مرا جس سے وہ الفت مت دو
جانِ فرحت !مجھے تم ایسی محبت مت دو
دلِ وحشی کو کوئی ایسی تو وحشت مت دو

دل ترے پیار میں آج پاگل بھی ہے
تیری چاہت کا آنکھوں میں کاجل بھی ہے

جب سے تو میرے سپنوں میں شامل ہوا
خواب کچھ کچھ مرا اب مکمل بھی ہے

زلف بھیگی ہوئی ہے ترے پیار میں
مجھ پہ تیری محبت کا بادل بھی ہے

کیسی خوشبو ہے تیری جو مجھ میں بسی
میرے دل میں یہ دردِ مسلسل بھی ہے

میری سانسوں میں کیسا یہ صندل بسا
اپنی قسمت پہ مجھ کو توکل بھی ہے

کچھ نہ کچھ تُو بھی ہے آج بے چین سا
کچھ نہ کچھ من مرا آج بے کل بھی ہے

مجھ کو فرحتؔ ملے گی ملے گی مراد
گرچہ راہوں میں ویران جنگل بھی ہے

اے جانِ جاں تو رک جانا، نہ پاس مرے اب تو آنا
راہوں میں بچھا ہے میرے اب کرچی کرچی ہو کر شیشہ

نہ نیند کے سائے سائے میں خوابوں کے جھروکے کھُلتے ہیں
نہ میرے دل کو ملتا ہے چاہت کا کوئی سندیسہ

خوشیوں کا رنگ نہیں گہرا اب میرے دل کے موسم پر
یہ مرض ہوا تشخیص نہیں اب تک یہ درد نہیں ٹھہرا

اے میرے مسیحا! تیری مجھے اب کوئی دوا ہی راس نہیں
خود اپنے تنہا بستر پر تیرا ہے یہ بیمار پڑا

اک دریا آنکھ سے بہتا ہے، اک دریا دل کے اندر ہے
دیکھو تو راہوں میں میری، بس دور تلک ہے اک صحرا

تو ٹھنڈا میٹھا چشمہ ہے، تُو تو اک پیار کا جھرنا ہے
میں دھوپ ہوں جس کی قسمت میں نہ پیڑ ہے نہ کوئی سایہ

جب فرحتؔ میرے پاس نہیں، مجھے کوئی مسرت راس نہیں
اس رنگ و روپ کی دنیا میں ویران سا ہے میرا چہرا

# مجھے یہ خوف ہے جانم

مجھے یہ خوف ہے جانم
کہ ہو جاؤ نہ تم برہم
کسی اک موڑ پر آ کر
بدل جاؤ نہ تم رستہ
تمہاری میری چاہت کا
بدل جائے نہ یہ رشتہ
کہیں نہ رات چھا جائے
دیا ہو جائے نہ مدہم
نہ مل جائیں مجھے پھر غم

مجھے ڈر ہے یہی جاناں
تمہیں پانے کی خواہش میں
تمہیں چھونے کی حسرت میں
نہ میرے ہاتھ جل جائیں
نہ یہ منظر بدل جائیں
بتاؤں کیا تمہیں جاناں
مجھے کچھ ڈر ستاتے ہیں
اندھیرے پاس آتے ہیں
اجالے دور جاتے ہیں
عجب سا خوف ہے دل میں
بچھڑ جاؤ نہ تم مجھ سے
بچھڑ جاؤں نہ میں تم سے
تمہارے ساتھ دیکھے تھے
بکھر جائیں نہ وہ سپنے
مجھے یہ خوف ہے جانم

کچھ اس طرح سے محبت میں فاصلے سے رہے
کہ ساتھ ساتھ چلے تھے مگر نہ ساتھ چلے

خیال و خواب کے مجھ پر عجیب باب کھُلے
کہ بارہا میرے سپنے حقیقتوں میں ڈھلے

حجاب دونوں طرف تھا نقاب دونوں طرف
ہلالِ عید تو دیکھا مگر گلے نہ ملے

محبتوں کے سفر میں عجب مقام آئے
مروتیں رہیں شکوے بھی کم نہیں تھے رہے

رہا سکوں تیرے درماں میں بے قراری بھی
مرے کھُلے تھے کئی زخم اور کئی تھے سلے

تمام عمر یوں طوفان میرے ساتھ رہے
ہوائے تند میں بھی دیپ میرے دل کے جلے

یہ مسکراتا سا چہرہ تو سب نے دیکھا تھا ہے
مگر نہ دیکھ سکا کوئی زخم دل کے مرے

مجھے تو فرحتؔ دل عمر بھر ملی نہ کوئی
نہ راس آیا تیرا پیار مجھ کو برسوں سے

دنیا کی نگاہوں سے چھپا کر نہیں رکھا
قسمت کی لکیروں میں سجا کر نہیں رکھا

تم نے مجھے لفظوں میں سجایا تو ہے لیکن
کیوں تم نے مجھے دل میں بسا کر نہیں رکھا

تم نے تو بنائے ہیں فقط ریت کے گھر ہی
کیوں تاج محل تم نے بنا کر نہیں رکھا

رکھا ہے تمہیں خواب میں میں نے تو چھپا کر
تم نے مجھے سپنا بھی بنا کر نہیں رکھا

کس طرح سے تم پھول کا بستر مجھے دو گے
کانٹا میرے رستے کا ہٹا کر نہیں رکھا

فرحتؔ کو گلہ تم سے ہے اے میرے مسیحا
مرہم مرے زخموں پہ جو آ کر نہیں رکھا

# مرے خواب

مرے خواب مجھ کو ہنساتے ہیں لیکن
کبھی شب میں مجھ کو رُلاتے بہت ہیں
کبھی پوری کرتے ہیں ہر میری خواہش
کبھی مجھ پہ کرتے ہیں خوشیوں کی بارش
کبھی روٹھ جانے کی کرتے ہیں کاوش
دکھوں سے بھی کرتے ہیں یہ آزمائش
جو میں روٹھ جاؤں مناتے ہیں مجھ کو
کبھی لوری دیکر سلاتے ہیں مجھ کو
کبھی صبح بن کر جگاتے ہیں مجھ کو
کبھی رات ہو کر ڈراتے ہیں مجھ کو
عجب طرح پاگل بناتے ہیں مجھ کو

مرے خواب میں مجھ پہ مرتا ہے کوئی
مجھے پیار شدت سے کرتا ہے کوئی
نئے نام چاہت کے دھرتا ہے کوئی
محبت میں میری وہ رہتا ہے پاگل
برستا ہے مجھ پر بھی چاہت کا بادل
مجھے آسماں پر بٹھاتا ہے کوئی
مجھے پیار کرنا سکھاتا ہے کوئی
نئے مجھ میں جذبے جگاتا ہے کوئی
یکا یک مرا ٹوٹ جاتا ہے سپنا
میں ہوتی ہوں تنہا نہیں پاس اپنا
مری آنکھ میں آنسوؤں کا ہے جھرنا
وہی میرے پاؤں ہیں تپتی زمیں پر
وہی دور تک میرے رستے میں صحرا
وہی قید میری وہی غم کا پہرا
محبت کا بادل نہ سانسوں میں صندل
وہی راستے میں اندھیرا سا جنگل
نہ فرحتؔ ہے کوئی نہ ہے کوئی راحت
وہی ہے سمندر وہی ایک ہلچل

ذرا سی دیر رک جاؤ ذرا یہ رات ڈھلنے دو
اندھیرے کو اجالے سے گلے تو آج ملنے دو

ذرا سی دیر رہنے دو مجھے خوابوں کی جنت میں
مجھے ان وادیوں میں تم ذرا سی دیر چلنے دو

مجھے نہ رات کے جنگل میں یوں تم چھوڑ کر جاؤ
ذرا سی دیر چاہت کے یہ میرے دیپ جلنے دو

مسیحا تم کو جانا ہے تو دے جاؤ کوئی مرہم
مرے یہ زخم بھرنے دو مرے یہ داغ دُھلنے دو

مری لمبی مسافت ہے مرے دل میں بھی وحشت ہے
ذرا ٹھہرو مری منزل سے مجھ کو آج ملنے دو

نہ بچھڑو اس طرح مجھ سے نہ ایسے روٹھ کر جاؤ
ذرا سی دیر تو جانم مرے دل کو سنبھلنے دو

مجھے تھوڑی سی راحت دو مجھے تھوڑی سی فرحتؔ دو
مجھے تم غم کے موسم سے گھڑی بھر کو نکلنے دو

شام ہے اور تیرگی ہے ابھی
میری دشوار زندگی ہے ابھی

ایسا محسوس ہو رہا ہے مجھے
غم کے پہلو میں اک خوشی ہے ابھی

میری شب کے چراغ بجھ بھی گئے
پر مرے دل میں روشنی ہے ابھی

ٹمٹماتا سا ہے دیا اب تک
میری شمع جلی بجھی ہے ابھی

گو حقیقت میں تلخیاں ہیں بہت
میرے خوابوں میں دلکشی ہے ابھی

مدتوں سے یہ تیرے میرے بیچ
کوئی دیوار سی کھڑی ہے ابھی

پا بہ زنجیر ہوں قفس میں ہوں
میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی ہے ابھی

یہ بدن سو گیا تو ہے فرحتؔ
پر مری آنکھ جاگتی ہے ابھی

# مجھے تم سے محبت ہے

مرے جذبوں میں شدت ہے
مجھے تم سے محبت ہے
مرے سپنوں کی رانی ہو
مرے خوابوں کی ملکہ ہو
ہر اک وجہِ غمی لوں گا
تمہیں سچی خوشی دوں گا
صنم میں تم پہ مرتا ہوں
تمہی سے پیار کرتا ہوں
رکھو سر میرے زانو پر
نہ دنیا سے رہو ڈر کر
میں سہلاؤں تمہارا سر
تمہارا درد میں لے لوں

تمہارے اشک میں چن کر
تمہیں آرام میں دے دوں
حسیں وادی میں لے جاؤں
تمہیں جنت میں دکھلاؤں
تمہیں میں پیار سکھلاؤں
ملالو دل مرے دل سے
نہ جاؤ دور ساحل سے
ازل سے تم بھی میری ہو
ابد تک میں تمہارا ہوں
مگر جانم!
مسائل میں میں الجھا ہوں
میں اک وعدے میں جکڑا ہوں
مجھے وعدہ نبھانا ہے
کسی کے پاس جانا ہے
اسے اپنا بنانا ہے
اسے ٹھکرا نہیں سکتا
تمہیں اپنا نہیں سکتا!

اب تیرے میرے پیار کا موسم نہیں رہا
پہلا سا میرے دل کا بھی عالم نہیں رہا

سب الجھنوں کو میں نے سنوارا تو ہے مگر
اب تیرا میرا مشورہ باہم نہیں رہا

روتی نہیں ہے آنکھ اور کرتی نہیں ہے بین
موسم بھی میری آنکھ کا اب نم نہیں رہا

تنہائیوں کا راستہ آساں نہیں ہے اب
کیونکہ سفر میں ساتھ تو جانم نہیں رہا

رک سا گیا ہے درد کا ویسے یہ سلسلہ
پہلا سا اب مزاج بھی برہم نہیں رہا

ہنستی ہوں محفلوں میں تو ایسا نہ تو سمجھ
تیری جدائیوں کا مجھے غم نہیں رہا

خوش رنگ خواب اب مری آنکھوں میں قید ہیں
اب دل کا یہ چراغ بھی مدھم نہیں رہا

فرحتؔ یہ میرا عزم تھا ٹکرا گئی تھی میں
طوفان زندگی میں مگر کم نہیں رہا

غموں کی دھوپ سے رشتہ بحال مت رکھو
مرے حبیب مرا تم خیال مت رکھو

مرے سراب ہیں رستے نہ پھول راہ میں ہیں
نہ ساتھ دو مرا، خود کو نڈھال مت رکھو

مرا سفر تو ہے کوئی طویل ہجرت کا
رہو نہ ساتھ مرے اور وصال مت رکھو

بناو میرے لیے تم نہ کوئی تاج محل
یوں میری چاہ کو تم دل میں پال مت رکھو

محبتوں کے سفر میں فقط اذیت ہے
اذیتوں کا اثاثہ سنبھال مت رکھو

میں ایک شام کا ڈھلتا ہوا سا سایہ ہوں
تم اپنے ساتھ یہ وقتِ زوال مت رکھو

مری تو زیست کے سب مسئلے ہیں الجھے ہوئے
دل و دماغ پہ سوچوں کا جال مت رکھو

یہ آئینہ ہے بڑا چُور چُور فرحتؔ کا
اس آئینے میں تم اپنا خیال مت رکھو

# شیشے میں بال

خودکو زیر عتاب کیوں رکھا
کھول کر غم کا باب کیوں رکھا
زندگی جانتے ہو پیاری ہے
دل میں پھر اضطراب کیوں رکھا

تم نہ گھبراؤ میری کُلفت پر
تجھ کو لگ جائے نہ کہیں ٹھوکر
میرا دل درد کا سمندر ہے
اس میں پھینکو نہ تم کوئی کنکر

تم نہ جاؤ مری مصیبت پر
دل وحشی کی ایسی وحشت پر
پل میں جڑتا ہے ٹوٹ جاتا ہے
اس کی جاؤ نہ تم اذیت پر

کرچیوں میں بکھر بھی جاتا ہے
حادثوں سے یہ ڈر بھی جاتا ہے
دل تو دل ہے نہ جاؤ اس دل پر
اس سے طوفاں گزر بھی جاتا ہے

اس میں فرحتؔ ہے تو ملال بھی ہیں
اور الجھے ہوئے سوال بھی ہیں
آئینہ ہے یہ ٹوٹ جاتا ہے
دل کے شیشے میں کوئی بال بھی ہیں

محبت کا بھرم رکھتی رہی ہوں
مگر سینے میں غم رکھتی رہی ہوں

کرم تم پر تو میں کرنے کی خاطر
روا خود پر ستم رکھتی رہی ہوں

اندھیرا بھی چلا ہے ساتھ میرے
اجالا ساتھ کم رکھتی رہی ہوں

تمہیں چاہا ہے پوجا ہے تمہی کو
تمہیں اپنا صنم رکھتی رہی ہوں

میں رہ کر خواب کے محلوں میں شب بھر
بہت جاہ و حشم رکھتی رہی ہوں

لہو دیکھو نہ تم پاؤں کا میرے
میں کانٹوں پر قدم رکھتی رہی ہوں

تمہارے سامنے تو جانِ جاناں
میں اپنی ہستی کم رکھتی رہی ہوں

تمہیں دینے کو ساری اپنی فرحتؔ
خود اپنی آنکھ نم رکھتی رہی ہوں

نہیں جانتی کہ میں کیا کر رہی ہوں
تمہیں آج خود سے جدا کر رہی ہوں

برا کر رہی کہ بھلا کر رہی ہوں
کہ خود اپنی ہستی فنا کر رہی ہوں

مسیحا مرے تم کو کیسے بتاؤں
کہ میں درد کا سامنا کر رہی ہوں

مرے دل کا شیشہ تو ٹکڑے ہوا ہے
میں اب کرچیاں آئینہ کر رہی ہوں

تمہاری محبت میں خود کو مٹا کر
مری جان تم سے وفا کر رہی ہوں

کیا خود کو یوں تیرگی کے حوالے
میں خوابوں کا مدھم دیا کر رہی ہوں

نہ سمجھو مجھے جانِ جاں بے وفا تم
تمہارا بھلا باخدا کر رہی ہوں

تمہیں آج فرحتؔ میں دینے کی خاطر
جدا تم سے اب راستہ کر رہی ہوں

## وہ محبت میں تیری سنورتی رہے

خواب کوئی تو تیرا حقیقت بنا
کہ تجھے چاہتوں کا خزانہ ملا

تیری مقبول کوئی ہوئی ہے دعا
چاند تاروں سے تیرا جو آنگن سجا

مل گیا تجھ کو چاہت کا سارا جہاں
تیرے دل کا دمکنے لگا ہے مکاں

اک حسیں عمر بھر کیلئے ساتھ ہے
چاندنی سے بھری تیری ہر رات ہے

سارے غم بھول جا اب سدا مسکرا
اب پرانے نہیں سب نئے گیت گا

سب سے اونچا یہ تیرا ستارہ رہے
تو محبت کا بن کے سہارا رہے

سیج کلیوں سے تیری چمکتی رہے
تیری ہستی خوشی سے دمکتی رہے

نہ خطا ہو نہ تجھ سے کوئی بھول ہو
آج دنیا میں تو ایسا مقبول ہو

تجھ پہ فرحتؔ سدا ناز کرتی رہے
وہ محبت میں تیری سنورتی رہے

مرے دل پر قیامت کم نہیں ہے
محبت میں اذیت کم نہیں ہے

تجھے پانے کو ہے شب بھر مچلتا
دلِ ناداں کی وحشت کم نہیں ہے

کسی تو اور کا ہے میں نے مانا
مجھے تیری ضرورت کم نہیں ہے

بہت ہیں بے بہا تیری وفائیں
مرے جذبوں کی قیمت کم نہیں ہے

تجھے شب کی دعاؤں میں ہے مانگا
صنم میری ریاضت کم نہیں ہے

مرے زخموں کا مرہم تو بنا ہے
تری مجھ پر عنایت کم نہیں ہے

اگرچہ راہ میں کانٹے بچھے ہیں
محبت میں صداقت کم نہیں ہے

میں شب بھر جگنوؤں سے کھیلتی ہوں
میرے خوابوں کو فرصت کم نہیں ہے

تجھے فرحتؔ ملی ہے میرے دم سے
ملی مجھ کو مسرت کم نہیں ہے

عجب ہیں الجھنیں دل میں عجب ہی بے بسی سی ہے
مرے باہر اجالا اور اندر تیرگی سی ہے

مرے گھر کے دیے ویسے تو جلتے آئے ہیں شب بھر
مگر مدہم مرے دل کے مکاں کی روشنی سی ہے

خوشی کے موسموں میں بھی اداسی ساتھ ہے میرے
نہ جانے زندگی میں کونسی ایسی کمی سی ہے

تری چاہت کے سپنے کو حقیقت میں سمجھتی تھی
تجھے کھو کر مگر جانا محبت خواب کی سی ہے

یہ کیسا ایک جادو تم نے مجھ پر کر دیا جاناں
بھروسہ کر لیا تم پر مری یہ سادگی سی ہے

یہ کیسا چاند ہے فرحتؔ جو شب بھر ساتھ رہتا ہے
تپش ہے آگ سی جس میں یہ کیسی چاندنی سی ہے

## میرے تم خواب لوٹا دو

تمہارے ہی حوالے سے جو میں نے خواب دیکھے تھے
کتابِ زندگی کے کچھ سنہرے باب دیکھے تھے
تمہیں چاہا تمہیں پوجا تمہیں دل میں بسا یا تھا
تمہا رے پیار کے سائے میں ہی آرام پایا تھا
تمہیں اشعار میں ڈھالا تمہاری آرزو کی تھی
تمہارے وصل کی خواہش بھی ہو کر با وضو کی تھی
تمہیں کیسے بتاؤں کس طرح سے تم کو چاہا ہے
مگر تم نے فقط سپنا بنا کر مجھ کو رکھا ہے
یہ کیسی ہے وفا کہ مجھ کو تم اپنا نہیں سکتے

مری خاطر کسی تم اور کو ٹھکرا نہیں سکتے
مری خاطر زمانے بھر سے ٹکر لے نہیں سکتے
کہ ان ہاتھوں کو میرے ہاتھ میں تم دے نہیں سکتے
تمہیں دعویٰ ہے میرے بِن جو زندہ رہ نہیں سکتے
مگر دنیا کے آگے مجھ کو اپنا کہہ نہیں سکتے
مرے جذبوں کی تم کوئی بھی قیمت دے نہیں سکتے
حقیقت کی مرے خوابوں کو صورت دے نہیں سکتے
تمہارے دل میں جو رکھے ہیں وہ سب خواب لوٹا دو
فقط اتنی گزارش ہے مرے تم خواب لوٹا دو
تمہارا پیار مجھ کو آج فرحتؔ دے نہیں سکتا
مجھے اک پل کی راحت اور مسرت دے نہیں سکتا

گزر گیا جو دکھوں کا موسم تو حسرتیں کیا شمار کرنا
ملا مسیحا ،ملا ہے مرہم ، قیامتیں کیا شمار کرنا

غموں کی وحشت سے میں نے گھبرا کے جام کل رات اک پیا تھا
فسوں کی حالت گزر گئی ہے تو وحشتیں کیا شمار کرنا

جو میں نے سجدوں میں رات کاٹی تو جھولی پھولوں سے بھر گئی تھی
نکل گئے ہیں جو خار دل سے ریاضتیں کیا شمار کرنا

مری نگاہوں میں بس گئے ہیں محبتوں کے حسین سپنے
جو میں نے دیکھیں ہیں زندگی بھر قیامتیں کیا شمار کرنا

میں کس طرح سے تمہیں بتاؤں کہ زندگی بھر کتابِ دل پر
لہو سے لکھے ہیں نام کتنے شہادتیں کیا شمار کرنا

مرا تھا کوئی جو ایک دشمن اسی کا دل میرا گھر ہوا ہے
محبتوں کے مکان میں پھر عداوتیں کیا شمار کرنا

سفر کا کوئی حساب رکھا نہ کھول کر غم کا باب رکھا
گئے دنوں کی مسافتوں کی اذیتیں کیا شمار کرنا

ملا ہے مجھ کو بھی ہم سفر اب، کھِلا ہے اب پھول میرے دل کا
مصائب آ کر گزر گئے ہیں مصیبتیں کیا شمار کرنا

تمہارے دل کے مکاں میں فرحتؔ جو چاہتوں کا ہوا اجالا
تو ظلمتوں کا حساب کیسا کدورتیں کیا شمار کرنا

میرے چہرے پر ہے بکھری پیار کی جو روشنی
خواب خواب زند گی ہے خواب خواب زند گی

کونسی منز ل پہ جا نے قا فلہ میرا رکے
کونسا جانے پہر ہو زند گی کا آخری

نہ محبت کا دیا نہ چاہتوں کے ہیں چراغ
کس طرح دل کے مکاں میں آج ہو گی روشنی

خواب حسرت کی طرح آنکھوں میں میری ہیں مکیں
جانے کیوں لگتی ہے مجھ کو خواب سی یہ زندگی

اب تلک ہے دور تک صحراؤں کا لمبا سفر
اب تلک ہے پیاس باقی اب تلک ہے تشنگی

تو جو آیا ہی نہیں ہے میری فرحتؔ کے لیے
رنگ کیا لائے گی آخر تیری میری دوستی

# میری مقبول ہوئی ہے دعا

اپنے خوابوں کے جزیرے میں سفر کرتے ہوئے
میں بہت دور بہت دور نکل آئی ہوں
ایک انجان سی وادی ہے اجالا سا ہے
میرے دل نے بھی ابھی خود کو سنبھالا سا ہے
ایسا منظر ہے کہ دیکھا ہی نہیں ہے پہلے
اس قدر پیار کہ سیکھا ہی نہیں ہے پہلے
ایسی چاہت کہ سنبھالی ہی نہ جائے مجھ سے
اس قدر نور کہ چہرے پہ اجالا آئے

ایسی خوشبو کہ بدن میرا معطر سا ہوا
ایسا لگتا ہے کہ مجھ سے میرا راضی ہے خدا
ایسا لگتا ہے میرا ختم نہ ہو گا یہ سفر
اب نگاہوں سے ہٹے گا نہ یہ پیارا منظر
میری مقبول ہوئی جاتی ہے ہر ایک دعا
روشنی اب مرے اندر بھی ہے باہر بھی ہے
میرے چہرے سے خوشی آج یہ ظاہر بھی ہے
جسم پر میرے کوئی نور کی چادر بھی ہے
اس کی رحمت پہ مرا دل ہے کہ شاکر بھی ہے
جو مرا وقت بدل دینے پہ قادر بھی ہے
میں رہوں یا نہ رہوں حرف مرے زندہ ہیں

# تاج محل تعمیر ہوا۔۔

لو تاج محل تعمیر ہوا
لو خواب حقیقت آج ہوئے
کچھ فرحتؔ بن کر ساتھ رہے
کچھ درد میں ڈھلتے رہتے تھے
کچھ بند آنکھوں سے لپٹے تھے
جو سپنے میں نے دیکھے تھے
جو خواب تمہیں بتلائے تھے
جو تم نے خواب دکھائے تھے
وہ خواب حقیقت آج ہوئے

وہ میری تنہا راتوں میں

جینے کا سہارا بنتے تھے

وہ مجھ سے باتیں کرتے تھے

اور میری باتیں سنتے تھے

جو میرے آنسو چنتے تھے

جو میرے مسیحا بن بن کر

اِن زخموں کو سہلاتے تھے

جو میرا دل بہلاتے تھے

وہ خواب حقیقت آج ہوئے

الہام وہ میرے سچے ہیں

وہ سپنے پورے آج ہوئے

لو شہر کوئی تسخیر ہوا

اک افسانہ تحریر ہوا

لو تاج محل تعمیر ہوا

مقبول ہوئی لو آج دعا

لو آج سویرا ہو بھی گیا

اب غم کا اندھیرا دور ہوا
وہ زہر جو میں نے چکھا تھا
اب امرت میں تبدیل ہوا
تم اپنی تنہا راتوں میں
یہ بابِ محبت پڑھ لینا
یہ تحفۂ الفت رکھ لینا

# Khaab Khaab ZINDAGI

FARZANA FARHAT

خواب خواب زندگی کا خواب ہے
کیا انوکھا باب سا اک باب ہے

زیرِ نظر مجموعہ اپنی سرخی عنوان کی جھلک ہی سے جس رنگ و آہنگ کے تاثر اور جمالیاتی آب و تاب سے جلوہ گر ہوا وہ اس کے قالب میں منور جذبات اور احساسات کا پرتو ہے جو سوغاتِ دل و جاں اور نذرانہ قلب و روح کی نسبت سے تعبیر کیے جا سکتے ہیں۔ جہاں سوز و دردِ دل، رودادِ درد و غم، سوز و سازِ ہستی، اور رازہائے گیتی، یا راز و نیاز کی باتیں ہی نہیں حسنِ فطرت و مناظرِ فطرت کے جلوے اور جمالیاتی تناظر و تاثیر بھی موجزن ہوتے ہیں۔ جو کیفیاتِ رنج و الم، غم و خوشی، امید و بیم، یاس و حسرت، یقین و گماں، عزم و حوصلہ وغیرہ کی شراری سے بھی معمور ہوتے ہیں۔ نیز جن میں حاصل موضوع، حقیقت زندگی و موت، زندگی و خواب، حقیقتِ خواب، یعنی زندگی خواب کہ خواب زندگی کی تفسیر و ترسیل، جیسے مضامین بھی حسن طرزِ ادا و کمال فن سلاست و روانی و سہل ممتنع نیز وصفِ سادگی و پرکاری کے زیور سے آراستہ و پیوستہ ہوتے، زیب و زینتِ سخن کو دوبالا کرنے کے ضامن ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر عبد الغفار عزم

صدر: اردو تحریک عالمی، یو۔کے

میں نے تو کھلی آنکھ سے دیکھے ہیں بہت خواب
کیوں نیند میں سپنا کوئی سندر نہیں دیکھا

www.urdusukhan.com

Retail Price

PKRs.300.00

urdusukhan@hotmail.com
nasirmalik.01@gmail.com
https://twitter.com/urdusukhan
https://www.facebook.com/urdusukhancom-136555273080951/